ستارے جھلملا کے زیر دامانِ سحر آئے
ابھی تک جاگتا ہوں میں کہ شاید فتنہ گر آئے

اکابرینِ اہلسنّت پرمبنی برکذب صریح الزامات وافتراءات کا

تحقیقی تجزیہ

بنام

احقائق حق علیٰ ابطالِ باطل

اثر خامہ

ضیغمِ اہلسنّت، محافظ وعلمبردارِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، رئیس التحریر،
حضرت علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی مدظلہ العالی

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان)

نورمسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:32439799

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب: احقائقِ حق علیٰ ابطالِ باطل

مؤلف: حضرت علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی مدظلہ العالی

صفحات: 72

تعدادِ اشاعت: 5000

سن اشاعت: رجب المرجب ۱۴۴۰ھ۔اپریل ۲۰۱۹ء

ناشر: جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)
نورمسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی
فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ **www.ishaateislam.net** پرموجود ہے

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
01	عرضِ ناشر	05
02	پہلا مضمون	07
03	محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ماہنامہ ''الخیر'' کی ہرزہ سرائی	07
04	الزام بھی گھر سے، ثبوت بھی گھر سے	09
05	دیوبندی اقرار وہابی ہیں	17
06	دوسرا مضمون	20
07	ماہنامہ ''الخیر'' کی شرانگیزی	20
08	تیسرا مضمون	30
09	قادیانی دیوبندی فکری اعتقادی ہم آہنگی	30
10	چیلنج	31
11	قادیانی دیوبندی ہم آہنگی	31
12	مرزا قادیانی اور براہینِ احمدیہ سے مولوی رشید گنگوہی کی محبت وعقیدت	32
13	مرزا قادیانی مولوی گنگوہی کا مردِ صالح	34
14	مولوی احمد علی لاہوری کے دعاوی	38
15	قادیانیوں کے نکاح خواں مولوی احتشام تھانوی دیوبندی	39
16	قادیانیوں کی مزید نکاح خوانی	40
17	چوتھا مضمون	41
18	ایک تحقیقی تجزیہ: جھوٹ کا چسکا کذب کا ملکہ	41
19	نام ہی کا فرق ہے تصویر ہے دونوں کی ایک	43
20	آمدم برسر مطلب	45
21	یاد رکھو اور اپنی ریاضی دانی کا ماتم کرو	47
22	پڑھتا جا شرماتا جا	48
23	پانچواں مضمون	57
24	سیّدنا خواجہ صاحب گولڑوی پر افتراءات کا تعاقب	57
25	سچ کہو، سچ لکھو، سچ کی باتیں کرو	57
26	اس بوگس دلیل کا انجام	59
27	مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند	60
28	مولوی محمد احسن نانوتوی	60
29	مفتیانِ خیر المدارس	62
30	مفتی محمود صاحب شیخ الحدیث قاسم العلوم ملتان	62
31	علماءِ دیوبند محدثِ اعظم پاکستان کی نمازِ جنازہ میں	63
32	قصہ قتیل بالاکوٹی کا	66
33	تقویۃ الایمان میں بے ادبی گستاخی تھانوی حکیم الامت کا اقرار واعتراف	69
34	مولوی اسماعیل دہلوی کا اقرار واعتراف	70
35	مولوی خلیل انبیٹھوی کا دھاکہ خیز فتویٰ	71
36	حماقت کا جنازہ	71

احقائقِ حق علیٰ ابطالِ باطل

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

عرضِ ناشر

نحمده و نصلی علی حبیبه الکریم

قابلِ قدر قارئینِ کرام! ملتان سے ایک غیر معروف و غیر محتاط مجلّہ ماہنامہ ''الخیر'' بلاوجہ شر پھیلا رہا ہے۔ مسلکی واعتقادی وسیاسی ونظریاتی اختلافات آج کی بات نہیں ہے نیت اچھی ہو دیانتداری سے اختلافِ رائے بُری بات نہیں لیکن مسلسل جھوٹ بولنا، جھوٹ لکھنا بلا دلیل وثبوت الزامات وافتراءات کی بوچھاڑ کرنا یہ تو کسی بھی دین دھرم میں جائز نہیں لیکن دیانت وحقائق کے برعکس خیر المدارس ملتان کا مجلّہ ماہنامہ ''الخیر'' خوفِ خدا، جوابِ آخرت اور دنیا کی شرم سے بے نیاز و بے فکر ہوکر مسلمہ معتمد اکابرینِ اہلسنّت کے خلاف معاندانہ انداز میں مسلسل الزام تراشی وبہتان طرازی کا ارتکاب کرا رہا ہے اور پیہم حقائق کو مسخ کر رہا ہے۔

پہلے اس نے ربیع الاوّل شریف ۱۴۳۵ھ جنوری ۲۰۱۴ء کی اشاعت میں امامِ اہلسنّت، محدثِ اعظم پاکستان حضرت قبلہ شیخ الحدیث علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہٗ پر یہ الزام تراشی کی کہ آپ نے ۱۹۵۳ء میں مردود قادیانی مرزائی وزیر خارجہ ظفر اللہ سے پیسوں کی تھیلی لے کر جامعہ رضویہ لائلپور میں عصر کی اذان کے بعد پہلی بار صلوٰۃ وسلام کی ابتداء کی۔

اس کذبِ قبیح کا مدلل ومتحقق حقیقت افروز جواب ضیغمِ اہلسنّت، رئیس التحریر علاّمہ محمد حسن علی رضوی بریلوی کے قلم سے ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ، ماہنامہ ''السعید انوار العلوم'' ملتان، ماہنامہ ''مصلح الدین'' کراچی میں شائع ہوا اور خیر المدارس کے علماء اور الخیر کے ذمہ داروں سے اس کا برائے نام بھی جواب نہ بن پڑا، لاجواب اور مسلسل خاموش رہے۔ پھر ''الخیر'' کی رگِ شرارت پھڑکی اور اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کرنے کے لئے امامِ اہلسنّت، سیّدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا کہ وہ مولوی محمد یٰسین سرہندی دیوبندی وہابی کے شاگرد تھے۔ یہ دعویٰ بھی سرتاپا جھوٹ کی بدترین مثال تھی۔ نام نہاد

الخیر کے اس شر کا جواب پھر ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ، ماہنامہ ''معارفِ رضا'' کراچی میں دیا گیا۔ پھر خیر المدارس میں سناٹا چھا گیا اور کسی سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ پھر ماہنامہ ''الخیر'' خیر المدارس ملتان کے جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ، مارچ ۲۰۱۶ء کے شمارہ میں مخدوم المشائخ سیّدنا خواجہ پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب اپنے گھر ہی کی ایک کتاب کے حوالے سے یہ لکھا کہ حضرت سیّدنا پیر صاحب گولڑوی نے فرمایا کہ اگر قتیل بالاکوٹی، مصنف تحذیر الناس نانوتوی، امکانِ کذب اور زاغِ معروفہ والا گنگوہی، براہین قاطعہ کا انبیٹھوی مصنف اگر مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں اور یہ کہ جو امام ان کی تکفیر کرے اُس امام کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ یہ سب کچھ الزام ہی الزام جھوٹ ہی جھوٹ تھا۔

اس کا مدلل تحقیقی محاسبہ وتجزیہ رئیس التحریر، ضیغم اہلسنّت، صمصام المناظرین مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی کے احتسابی قلم سے ماہنامہ فکر سوادِ اعظم فیصل آباد، ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ماہنامہ مصلح الدین کراچی میں شائع ہوا لیکن نہ صرف ماہنامہ الخیر کا مدیر اور خیر المدارس کا مہتمم قاری حنیف جالندھری جواب الجواب سے عاجز ہیں بلکہ پورا خیر المدارس لب باندھے دم سادھے بیٹھا ہے، جواب کی ہمت وسکت نہیں نہ الزامات و بہتانات سے توبہ اور رجوع کی توفیق نصیب ہوئی۔

اس لئے حقیقتِ حال کو واضح کرنے کے لئے ضیغمِ اہلسنّت علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی مدظلہ کے یہ حقیقت افروز علمی تحقیقی مدلل مضامین افادۂ عوام خواص کے لئے زیر نظر کتابچہ ''جمعیتِ اشاعتِ اہلسنّت'' کی طرف سے ماہنامہ بقیع کی اشاعت نمبر ''300'' پر شائع کر رہے ہیں کیونکہ ہمیں اپنے عقیدہ ومسلک کے تحفظ اور اپنے اکابر پر الزام تراشیوں کے دفاع کا حق حاصل ہے اور ہر شخص اپنے اوپر الزامات کی صفائی عدالت اور کورٹس میں بھی پیش کر سکتا ہے۔

فقیر قادری محمد عرفان رضوی ضیائی غفرلہ

﴿ پہلا مضمون ﴾

آہ! یہ کذبِ صریح، یہ افتراء قبیح

محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف

ماہنامہ ''الخیر'' کی ہرزہ سرائی

''بوڑھے جھوٹ کا تحقیقی جواب''

ستارے جھلملا کے زیرِ دامانِ سحر آئے
ابھی تک جاگتا ہوں میں کہ شاید فتنہ گر آئے

ماہنامہ ''الخیر'' مولوی خیر محمد و مولوی محمد شریف جالندھری کی یاد اور مولوی محمد حنیف جالندھری کی ادارت میں دیوبندی وہابی مکتبِ فکر کا ترجمان ہے۔ وہ اپنی ربیع الاول شریف ۱۴۳۵ھ جنوری ۲۰۱۴ء کی اشاعت جلد ۳۲ شمارہ نمبر ۳ میں بعنوان ''پاکستان میں صلوٰۃ وسلام کی ابتداء'' کسی مرفوع القلم مجہول مطلق نعمان محمد امین کا ایک جارحانہ معاندانہ ہفوات پر مبنی مضمون نائبِ اعلیٰ حضرت، مظہر صدر الشریعت محدثِ اعظم پاکستان حضرت قبلہ شیخ الحدیث علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بدیں الفاظ یوں شائع ہوا:

''صلوٰۃ وسلام جو آج کل رائج ہے، بریلوی حضرات پڑھتے ہیں، اس کی ابتداء پاکستان میں کب ہوئی اور کیوں شروع ہوئی؟ اس کے بارے میں ...... مولوی محمد امین صفدر اوکاڑوی (دیوبندی، وہابی) بیان فرماتے ہیں: ابتداء اس کی یہ ہے کہ جب مرزائیوں کے خلاف تحریک چلی، حکومت نے ہر طرح کے ظلم کئے مگر یہ تحریک نہ دب سکی۔ بالآخر ظفر اللہ خاں (یہ مرزائی تھا اور پاکستان کا بدقسمتی سے پہلا وزیر خارجہ تھا) مولوی سردار علی (جو سابق وزیر اوقاف صاحبزادہ فضل کریم کا والد

ہے) کی فیصل آباد اسٹیشن پر ملاقات ہوئی۔ ان دونوں کی ملاقات کی خبر اور تصویر اخبار میں بھی آئی تھی۔ ان دونوں کی علیحدہ کمرے میں ملاقات ہوئی تھی۔ ظفر اللہ خاں نے پیسوں کی تھیلی مولوی سردار علی کو دی۔ ظفر اللہ خاں نے کہا ''حکومت ہر طرح کا ظلم کر کے اس تحریک کو دبانا چاہتی ہے مگر یہ تحریک نہ دب سکی اور میرے ذمے یہ کام ہے کہ اس تحریک کو دباؤں تو آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہماری تحریک کے سدباب میں تعاون فرمائیں۔ ایسی صورت اختیار کریں کہ یہ تحریک متفرق اور اس کی اجتماعیت ختم ہو جائے''

چنانچہ ان کی ملاقات کے بعد جامعہ رضویہ فیصل آباد میں پہلی مرتبہ جمعہ کے دن عصر کی اذان میں ۱۹۵۳ء میں مروّجہ صلوٰۃ وسلام شروع ہوا تو بریلوی جو تحریکِ ختمِ نبوت میں شریک تھے، وہ سب نکل گئے کیونکہ پھر یہ باور کرایا گیا کہ مرزائی صرف گستاخِ رسول نہیں بلکہ دیوبندی بھی گستاخِ رسول ہیں کیونکہ یہ حضرات مروّجہ صلوٰۃ وسلام کو بدعت کہتے ہیں تو جتنی جماعتیں اکٹھی ہوئی تھیں ان سب میں انتشار ہو گیا اور کئی ٹکڑوں میں بٹ گئیں اور پھر ایک مہینے کے اندر پورے ملک کے اندر صلوٰۃ وسلام پھیل گیا۔ (تریاق اکبر بزبان صفدر، ص ۴۳۷)

حیرت ہے کہ اپنے آپ کو سنی کہلانے والے بدعت پر چل رہے ہیں اور جو لوگ صحیح سنت پر عمل کر رہے ہیں اُن کو کوستے ہیں اور وہابی کہتے ہیں۔ (ماہنامہ الخیر، جنوری ۲۰۱۴ء)

اس کذبِ صریح اور افتراء قبیح پر سوا کروڑ مرتبہ ''لعنة الله على الكاذبين'' مقالہ نگار کی قلمکاری اور اسلوبِ سخن ملاحظہ ہو۔ خود غلط، املاء غلط، انشاء غلط۔ جواباً عرض ہے جو مرفوع القلم، مجہول مطلق املاء والفاظ بھی صحیح نہ لکھ سکے، عبارت کو بے ربط کر دے اور کلام و بیان عبارت والفاظ کا تسلسل بھی برقرار نہ رکھ سکے اُسے تاجدارِ مسندِ تدریس، امام المتکلمین، شیخ المحدثین، سلطان العلوم، استاذ الاساتذہ جیسے محقق معقول و منقول کے خلاف لکھنے کا جنون اور خبط اُٹھا ہے۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

تمہاری تحریر اپنے ہاتھوں سے خود ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

ہمارے بعض علماء واحباب اس خوش فہمی میں تھے کہ مولوی خیر محمد جالندھری اور اُس کا بیٹا محمد حنیف جالندھری نسبتاً اعتدال پسند ہیں۔ انہیں نہیں معلوم کہ ان کے دل ودماغ میں درود وسلام اور اہلِ حق اہلسنّت کے مسلمہ امام وپیشواء کے خلاف معاندانہ شعلے بھڑک رہے ہیں۔ اپنے مقاصد ومفاد کے لئے اتحاد، اتحاد کے حربے بروئے عمل لاتے ہیں ورنہ یہ کسی بھی صورت توہین و تنقیص وبدعات کی وادیوں سے باہر نہیں نکل سکتے۔ بھولے بھالے اور سادہ لوح بن کر مختلف تحریکوں میں اشتراک ویکجہتی کرتے ہیں، عقائد ومعمولاتِ اہلسنّت پر حملے کرنے اور اکابر اہلسنّت پر افتراء پردازی سے باز نہیں آتے

یہ نادان انجان بھولے ہیں ایسے
کہ بس شیوۂ دشمنی جانتے ہیں
بڑے پاکباز اور بڑے پاک طینت
جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

الزام بھی گھر سے، ثبوت بھی گھر سے

جریدہ الخیر نے سیّدی سندی حضور محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان پر یہ نجس وناپاک شرمناک الزام اپنے گھر سے کسی خدا ناترس غیر ذمہ دار مضمون نگار کے مقالہ میں لگایا پھر اس کا ثبوت بھی اپنے گھر سے خودساختہ مناظر امین صفدر اوکاڑوی کی جاہلانہ ومعاندانہ کتاب ''تریاقِ اکبر بزبانِ صفدر'' سے پیش کیا۔ گویا گھر کا خودساختہ الزام اور گھر سے خانہ ساز ثبوت مضمون میں دعویٰ کیا ہے کہ مردود مطلق قادیانی ''وزیر خارجہ سے ملاقات کی خبر اور تصویر اخبار میں بھی آئی تھی''، جواباً عرض ہے کہ تصویر حرام وگناہ ہے۔ سیّدی حضور محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ فوٹوبازی، تصویرسازی کی دنیا کے بزرگ نہیں تھے۔ یہ تو کانگریسی گاندھوی مولویوں کا شعار ہے

، جنہوں نے اپنے دیوبند کے دارالعلوم کے جشنِ صد سالہ میں اندرا گاندھی کو مہمانِ خصوصی اور منصبِ صدارت پر بٹھا کر اُس کے ساتھ تصویریں کھنچوائیں، فوٹو اخبارات ورسائل میں موجود ہیں۔ حضور سیّدی محدثِ اعظم پاکستان نے قیامِ بریلی شریف کے دوران شوال المکرّم ۱۳۶۴ھ، ۱۹۴۵ء میں ٹکٹ نمبر ۷۸۶۴ پر حج وزیارت کا شرف حاصل کیا۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتیٔ اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی، مفتیٔ اعظم دہلی علامہ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی، مولانا نورانی میاں کے والد ماجد خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری رضوی، غازیٔ کشمیر علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری رضوی، حضرت علامہ سیّد محمد عبدالرب قادری جبل پوری، حضرت مولانا علامہ سیّد محمد عبدالمسجود وجود قادری جبل پوری، مجاہدِ ملت علامہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی، علامہ مولانا اشتیاق احمد کانپوری، مولانا حمیدالدین کوٹ نجیب اللہ خلیفہ سرکار گولڑوی وغیرہم قدست اسرارہم رفقاءِ حج تھے۔

دوسری بار ۱۳۷۵ھ، ۱۹۵۶ء پاسپورٹ نمبر ۱۴۷۵ ٹکٹ نمبر IR-۱۵۴۲ پر حج وزیارت کا شرف حاصل کیا۔

مفتیٔ اعظم جبل پور خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری، علامہ ارشد القادری، علامہ مفتی ظفر علی نعمانی، علامہ غلام علی اوکاڑوی، مولانا شاہ احمد نورانی، سیٹھ عبدالشکور میمن قدست اسرارہم آپ کے ہمراہ شریکِ سفر تھے۔ بغیر فوٹو کے پاسپورٹ اور ویزہ حاصل فرمایا تھا۔ پاسپورٹ موجود ہیں جن پر تصاویر نہیں ہیں تو ظفراللہ مردود سے وہمی خیالی اختراعی ملاقات کی تصاویر اور فوٹو کہاں سے آگئیں؟ لعنة اللّٰه علی الکاذبین

پھر معاذ اللہ ایسی خفیہ سازشی ملاقاتوں کی تصاویر کون بنواتا ہے؟ اور کون اخباروں میں چھپواتا ہے؟ خودساختہ مناظر صفدر اوکاڑوی یا نعمان امین کے پاس وہ اخبار اور فوٹو ہوں تو منظرِ عام پر لائیں اور اخباروں میں شائع کرائیں ورنہ سوا لاکھ مرتبہ ''لعنة اللّٰه علی الکاذبین'' پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کریں تا کہ شیخ نجدی دور ہو۔

ایک اہم سوال یہ بھی کہ حضورسیّدی محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۶ء زیارت گنبد خضریٰ معلیٰ وحاضری حرمین طیبین کے بعد واپس تشریف لائے تو ماہِ صفر المظفر ۱۳۷۵ھ میں سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کے عرسِ قادری رضوی میں ملتان شریف تشریف لائے تھے اور مدرسہ خیرالمدارس کے سامنے جلسہ عام میں چھ گھنٹے حضور محدثِ اعظم پاکستان کا خطاب لاجواب ہوا تھا۔ اُس زمانہ میں مولوی خیر محمد صاحب جالندھری، مولوی محمد حنیف جالندھری کے والد ماجد اس دنیا اور مدرسہ میں موجود تھے۔ مولوی شریف جالندھری موجود تھے، اُنہوں نے ظفراللہ مردود سے خفیہ ملاقات کے وہ فوٹو اور خبر شائع کیوں نہ کردی حالانکہ جاننے والے جانتے ہیں کہ سیّدی سندی حضرت محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے جالندھری صاحب کو بار بار للکارا اور چیلنج کیا تھا مگر وہ لب باندھے دم سادھے رہے اور مولوی خیر محمد صاحب جالندھری تو کیا ان کے استاد مولوی یٰسین محلّہ سرائے خام بریلی شریف میں رہتے تھے۔ ایک بار جناب خیر محمد صاحب کے استاد مولوی یٰسین سرائے خامی نے عام چیلنج کیا کہ آئندہ جمعہ کو مولوی احمد رضا خاں کے کفر وایمان پر بحث ہوگی۔

حضرت سیّدی محدثِ اعظم اُس زمانہ میں دارالعلوم جامعہ رضویہ بریلی شریف میں صدرالمدرسین وشیخ الحدیث تھے۔ حضرت محدثِ اعظم ضروری کتابیں اُٹھا کر اور چند طلباء کو ساتھ لے کر مولوی یٰسین کے جلسہ میں اُن کے اسٹیج پر چڑھ گئے اور سوالات کی بوچھاڑ کردی۔ حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی اور حضرت صدرالعلماء علامہ سیّد غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمراہ تھے۔ راقم الحروف کی ان دونوں حضرات سے ملاقات ہوئی تھی۔ یہ فرماتے تھے: ہم نے خود دیکھا مولوی یٰسین کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے۔ سوالات کے جوابات سے مبہوت وساکت ہوکر لاجواب ہوگیا۔ یہ واقعہ ہفت روزہ محبوبِ حق کے ''محدثِ اعظم نمبر'' میں چھپ چکا ہے۔ ملتان شریف کے مدرسہ انوارالابرار کے سنگ بنیاد کے موقع پر بھی خیرالمدارس کے قریب حضرت محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب عام ہوا مگر

خیر محمد صاحب جالندھری نے ظفراللہ قادیانی مرتد سے ملاقات والی خبر اور فوٹو کیوں نہ چھپوائی۔ آج ۶۲ سال کے بعد ماہنامہ الخیر کو اس وہمی خیالی من گھڑت خبر وتصویر کا شوشہ چھوڑنے کی کیا سوجھی؟

اگر مولوی حنیف جالندھری صاحب اپنے نعمان امین سے وہ اخباری خبر اور تصویر لے کر دکھادیں تو فقیر ایک لاکھ روپیہ بطور انعام پیش کرے گا۔ اگر نعمان امین یہ خبر اور تصویر اخبارات میں نہ دکھا سکے تو الخیر کے مدیرِ اعلیٰ جالندھری صاحب نعمان امین کا منہ کالا کر کے گلے میں پُرانے جوتے کے ہار ڈال کر صرف دہلی گیٹ ملتان کے اندرونی اور بیرونی بازاروں کا چکر لگوادیں یا مفتری کی شرعی سزا پر عمل کریں اور صریح دروغ گوئی وافتراء کی آئندہ شمارہ میں تردید کریں۔ رسالہ الخیر کے مضمون نگار کو تو حضرت قبلہ محدثِ اعظم کا نام نامی بھی معلوم نہیں۔ مولانا سردار احمد کے بجائے مولوی سردار علی لکھ رہا ہے۔ پھر جہالت ولاعلمی وعدم معلومات کا یہ حال ہے کہ اوّلین تحریک تحفظ ختمِ نبوت ۵۲۔۱۹۵۱ء میں چلی اور امین صفدر اور نعمان امین ارادی یا غیر ارادی طور پر اس تحریک کو ۱۹۵۳ء سے عبارت کر کے غلط فہمی پھیلا رہے ہیں۔ کاش کہ جسٹس منیر کی تحقیقاتی رپورٹ ہی دیکھ لی ہوتی۔ تحریکِ تحفظِ نبوت اور مجلسِ عمل میں شامل علماء وزعماء وقائدین جیل میں تھے تو پھر ۱۹۵۳ء میں مجلسِ عمل اور تحریکِ تحفظ ختم نبوت کا صلوٰۃ وسلام کے اجراء وآغاز کے بعد ٹوٹنے کا مفروضہ کس طرح سمجھ میں آسکتا ہے اور عقل وشعور وفہم وفراست کی دنیا میں اس بوڑھے جھوٹ کو کون قبول کرسکتا ہے؟

فقیر کہتا ہے کہ الخیر کے مقالہ نگار کی یہ افسانہ نگاری اور ڈرامہ بازی ہر جہت سے سراسر خلافِ واقعہ ہے۔ وہ کہتا اور لکھتا ہے کہ جامعہ رضویہ فیصل آباد میں پہلی مرتبہ جمعہ کے دن عصر کی اذان میں ۱۹۵۳ء میں مروّجہ صلوٰۃ وسلام شروع ہوا تو جو بریلوی جو تحریکِ ختمِ نبوت میں شریک تھے، وہ سب نکل گئے کیونکہ پھر باور کرایا گیا کہ مرزائی ہی صرف گستاخِ رسول نہیں بلکہ دیوبندی بھی گستاخِ رسول ہیں کیونکہ یہ حضرات مروّجہ صلوٰۃ وسلام کو بدعت کہتے ہیں..... الخ

جواباً عرض ہے کہ الخیر کا مقالہ نگار درحقیقت افسانہ نگار ہے، قطعی جھوٹ کو پورے وثوق اعتماد سے بیان کرنا اور پے در پے عقل شکن جھوٹ بول کر اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کرتا ہے۔

یہ کون مان سکتا ہے کہ یہ درود وسلام مولانا محمد سردار احمد علیہ الرحمہ نے ۱۹۵۳ء سے شروع کرایا حالانکہ امامِ اہلسنّت سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعدد فتاویٰ ''فتاویٰ رضویہ شریف'' کی مختلف مجلدات میں موجود ومرقوم ہیں جن میں تثویب درود وصلوٰۃ وسلام کا اثبات وجواز ارقام فرمایا گیا ہے اور سیّدنا اعلیٰ حضرت کے خلیفۂ اعظم حضرت صدر الشریعت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی نے ''بہارِ شریعت'' میں اس مسئلہ کو مفصل ومدلل بیان فرمایا ہے اور تثویب صلوٰۃ وسلام کے اس مسئلہ پر شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی قدس سرہٗ کے متعدد اہم محققانہ فتاویٰ رسالہ ''القول العجیب'' میں چھپ کر مدتوں سے دنیا بھر میں شائع ہیں، جن میں سعودی نجدی دور سے پہلے کے اکابر علماء وفقہاء حرمین طیبین کی تصدیقات موجود ہیں اور بکثرت کُتب فقہاء کرام کے حوالہ جات شامل ہیں اور شیخ الاسلام مولانا علامہ سیّد احمد بن زینی دحلان مکی مفتیٔ بیت اللہ الحرام نے الدرالسنیہ میں بھی اجمالاً اختصاراً لکھا ہے۔

علاوہ بریں علماء وآئمہ نجد کے معتمد وہابی نجدی مفتی وعلامہ سلیمان سحمان نجدی نے اپنی مشہور کتاب ''تحفۂ وہابیہ'' مرتبہ مولوی اسماعیل غزنوی میں جو ملک عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود کے خصوصی حکم پر لکھی گئی، میں صاف صاف غیر مبہم انداز میں لکھا ہے: ''صحیح حدیث میں ثابت کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''جب مؤذن کی اذان سنو تو جواب میں وہی کہو جو مؤذن کہے اور اذان کے بعد مجھ پر درود وسلام بھیجو'' (تحفۂ وہابیہ، ص ۱۳) یہ صحیح حدیث سے ثابت کیا ہے۔

متعدد کُتب میں منقول ومرقوم ہے کہ سعودی نجدی دور سے پہلے دونوں حرم شریف میں مؤذن میناروں پر جا کر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بآواز بلند عرض کرتے رہتے تھے۔ اسی کو ۱۳۲۵ھ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اپنے حدائق بخشش میں یوں منظوم

فرمایا:

پہلے ہو اُن کا ذکر کہ پائے جلا نماز
یہ کہتی ہے اذان جو پچھلے پہر کی ہے

تاریخ الخلفاء، درمختار، کشف الغمہ، فتاویٰ کبریٰ جلداوّل وغیرہم میں مجاہد اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے مصر میں اذان کے بعد رافضی بادشاہوں کا جاری کردہ بادشاہوں اور خاتون حکمران پر جاری کردہ سلام بند کر کے حضور نبی اکرم، رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر ۷۹۱ھ میں صلوٰۃ وسلام شروع کرایا۔ ان مستند حوالہ جات کی روشنی میں ۷۹۱ھ سے مصر میں صلوٰۃ وسلام جاری ہے اور پھر محدثِ اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد علیہ الرحمہ ۱۹۴۸ء سے پہلے مرکزِ اہلسنّت دارالعلوم بریلی شریف میں شیخ الحدیث تھے، وہاں ابتداء ہی سے صلوٰۃ وسلام جاری تھا پھر قیامِ پاکستان سے بہت پہلے حزب الاحناف لاہور میں خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی ابوالبرکات سیّد احمد قادری، علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری رضوی مسجد وزیر خاں لاہور میں داتا دربار میں موجود تھے۔ علی پور شریف میں امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ علی پوری، ملتان شریف میں غزالیٔ زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی، گجرات میں علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی وغیرہم قدست اسرارہم موجود تھے اور اذان کے بعد درود وسلام جاری وساری تھا۔

پھر یہ کہنا سراسر جہالت ولاعلمی اور ناواقفیت ہے کہ مولانا سردار احمد نے ۱۹۵۳ء میں سب سے پہلے جامعہ رضویہ فیصل آباد میں جمعہ کے روز عصر کی نماز سے صلوٰۃ وسلام کی ابتداء کی اور پھر سارے ملک میں پھیل گیا۔

بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

مرتد ظفر اللہ قادیانی سے ملاقات اور تھپلی کا مفروضہ اس لئے گھڑا گیا تھا کہ امامِ اہلسنّت محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ اہلسنّت کے مخالف کسی بھی باطل فرقہ سے اتحاد واشتراک ہرگز ہرگز پسند نہ فرماتے تھے۔ مرزائی تو مرزائی تحذیر الناس اور تقویۃ الایمان میں ختمِ نبوت کا انکار

کرنے والوں کے ملنے والوں سے بھی سلام ومصافحہ ہرگز ہرگز نہ فرماتے تھے۔فقیر کا تو اپنا مشاہدہ بھی ہے اور آپ کی سوانح عمری میں صاف لکھا ہے۔ایامِ علالت میں جب حضرت مخدوم پیر سیّد محمد معصوم شاہ نوری رحمۃ اللہ علیہ عیادت کے لئے آئے تو آپ نے فرمایا: شاہ صاحب فقیر کی دو باتوں کے گواہ رہنا۔فقیر حضور غوثِ پاک سرکارِ بغداد قدس سرہٗ کا غلام اور مرید ہے۔دوسری یہ کہ فقیر نے عمر بھر کسی بے دین بدعقیدہ سے مصافحہ نہیں کیا۔جب آپ ۱۹۵۶ء میں حج وزیارت کے لئے جارہے تھے قاضی احسان احمد شجاع آبادی آپ کا علمی جاہ وجلال اور حسین وجمیل نورانی شکل وصورت اور احباب وعلماء کا اژدہام دیکھ کر آگے بڑھا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ پھیلا دیئے مگر آپ نے مصافحہ کرنے سے صاف انکار فرمادیا۔عقیدہ ومسلک پوچھا،تحذیر الناس،حفظ الایمان وغیرہ کتابوں کے مصنفین کے بارے میں سوال کیا تو وہ لاجواب ومبہوت ہوگیا۔یہ کہ ایک بار سالار والا ضلع لائلپور کے قریب ایک گاؤں میں خطاب ووعظ کے لئے بلائے گئے تو ایک مرزائی قادیانی نمبر دار نے مصافحہ کرنا چاہا اور ہاتھ پھیلا دیئے مگر آپ نے صاف انکار فرمادیا اور کہا میں نے سنا ہے آپ مرزائی قادیانی ہیں۔وہ مرزائی جل بھن کر غصہ میں لال پیلا ہوکر کہنے لگا: میں جلسہ نہیں ہونے دوں گا مگر آپ نے جلسہ کرکے دکھایا۔(کتاب محدثِ اعظم پاکستان،ص۱۷۸،۱۷۹)

یہاں یہ بھی لمحہ فکر یہ ہے کہ اگر معاذ اللہ آپ نے مرزائی وزیرخارجہ سے ملاقات کی ہوتی اور تھیلی لی ہوتی تو قاضی احسان احمد دیوبندی نے آپ سے مصافحہ کیوں کرنا چاہا۔

یہاں یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ یہ عاقبت نااندیش ایک طرف تو حضور سیّدی محدثِ اعظم پر مرزائی وزیرخارجہ سے ملاقات کا الزام لگا کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کررہے تھے ۔دوسری طرف یہی دیوبندی وہابی غیر مقلد جناب مختار انور صاحب،ایڈووکیٹ سپریم کورٹ اسلام آباد اور خان محمد عمر خاں صاحب ایڈووکیٹ کے بار روم میں جاجا کر مولوی تاج محمود دیوبندی اور غیر مقلدین کے ضلعی سیکریٹری کی رفاقت میں امامِ اہلسنّت محدثِ اعظم سے ملاقات کی کوشش کررہے تھے اور عرض کررہے تھے ''آپ ہمارے صدر اور امیر اور ہم آپ کے رضا کار اور مقتدی

ہوکر کام کریں گے'' حضور محدثِ اعظم نے فرمایا ''پہلے آپ تحذیر الناس،حفظ الایمان،براہینِ قاطعہ،تقویۃ الایمان کی گستاخانہ عبارات سے توبہ کریں پھر آپ ہی صدر بن جائیں''فقیر کو صدارت کی ضرورت نہیں،توبہ کرلیں فقیر آپ کا بطورِ رضا کار کام کرے گا مگر ان کے توبہ مقدر میں نہ تھی۔

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ جب اس جھوٹے الزام پر شہر لائلپور میں جوابی جلسے اور ہنگامے ہوئے تو اُس وقت کے ڈپٹی کمشنر نے اخباری کانفرنس میں بیان جاری کیا تھا جو روزنامہ سعادت لائلپور،روزنامہ عوام،روزنامہ غریب لائلپور میں چھپا تھا۔شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد نے وزیرخارجہ سے کوئی ملاقات نہیں کی۔یہ اخبارات پیش کئے جاسکتے ہیں۔

آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشہ کہیں جسے

حضور سیّدی محدثِ اعظم علیہ الرحمۃ کی نمازِ جنازہ میں لاکھوں کا اژدہام تھا۔کراچی سے پشاور تک کے علماء ومشائخ اہلسنّت تو تھے ہی اخبار روزنامہ غریب وروزنامہ سعادت کی رپورٹ ملاحظہ ہو''نمازِ جنازہ میں مولوی تاج محمود دیوبندی،مولوی محمد یعقوب دیوبندی اور دیوبندی مجلسِ تحفظِ ختم نبوت کے کارکنوں نے شرکت کی۔لاہور میں مجلسِ فروغ سنت دیوبندی کے زیر اہتمام پروفیسر خالد محمود ہاشمی دیوبندی کی صدارت میں ایک تعزیتی جلسہ ہوا''اسلام کے لئے مولانا سردار احمد کی خدمات کو سراہا گیا۔بتایا جائے معاذ اللہ جب وہ مرزائی وزیرخارجہ سے ملاقات کررہے تھے تو دیوبندی علماء کس اُصول سے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھ رہے تھے؟

اور چلئے اور دیکھئے!بلاشک وشبہ کسی مرتد ومردود مرزائی سے ملنا جلنا کسی مسلمان اہلِ ایمان کے شایانِ شان نہیں۔سخت وشدید حرام ہے مگر جھوٹ بولنا اور افتراء کرنا کیسا ہے؟لیکن یہ بھی بتایا جائے مرزا دجال قادیان غلام قادیانی اور مرزائیوں کے آقائے نعمت انگریز مردود ہندوؤں مشرکوں بت پرستوں سے ملنے جلنے اور اتحاد واشتراک کرنے کا کیا حکم ہے

۳۱ جنوری ۱۸۵۷ء بروز یکشنبہ انگریز لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد مسٹر پامر نے مدرسہ

دیوبند کا معائنہ کیا اور تحسین کی اور کہا یہ مدرسہ (دیوبند موافق سرکار ممد ومعاون سرکار (برطانیہ) ہے۔ (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی مصدقہ مفتی محمد شفیع دیوبندی، ص ۲۱۷)

صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر راج اندر پرشاد کا جشنِ صدرسالہ کی صدرات کے لئے بلانا اور شیخ سنجے گاندھی کے پچاس ہزار بھوجن پیکٹ ہضم کر جانا کون سی دلیل شرعی وسنت نبوی سے ہم آہنگ ہے؟ جواب آنے پر تفصیلی حوالہ جات اور اخباری تراشتے منظرِ عام پر لائے جائیں گے۔

جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

دیوبندی استاذ العلماء مولوی خیر محمد جالندھری کے بیٹے جناب حنیف جالندھری صاحب ذرا یہ بھی بتادیں کہ دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کو حکومت (برطانیہ) کی جانب سے چھ سو روپیہ کی ماہواری کس لئے آتی تھی؟ (بیان مولوی شبیر احمد عثمانی، کتاب مکالمۃ الصدرین، ص ۱۶)

سرِ راہ یہ بھی ارشاد فرماتے جائیے کہ آپ کے تھانوی حکیم الامت صاحب نے کس مجبوری یا کس لالچ و مفاد میں یہ اقرار واعتراف کیا تھا کہ انہوں نے (یعنی انگریزوں نے) ہمیں بہت آرام پہنچایا ہے۔ (الافاضات الیومیہ، حصہ چہارم، ص ۶۹۷، زیر ملفوظ: ۱۱۳۶)

ثابت کرو یہ چھ چھ سو کی تھیلیاں محدثِ اعظم پاکستان وصول کرتے تھے یا تھانوی حکیم الامت صاحب وصول کرتے تھے۔

شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

خدا جانے یہ لوگ صریحاً جھوٹ بول کر الزام لگا کر کس جگر گردے سے نمازیں پڑھاتے ہیں؟ بہرحال اس موضوع پر اس قسم کے سینکڑوں حوالہ جات نقد موجود ہیں۔ جواب آنے پر بحوالہ کتب جواب دیا جائے گا۔ اس بوڑھے پرانے جھوٹ کے اعادہ سے کیا حاصل ہے؟

دیوبندی اقراری وہابی ہیں

''ماہنامہ الخیر'' کے مقالہ یا افسانہ نگار نے وہابی اور وہابیت کا تذکرہ کچھ اس انداز میں

کیا کہ جیسے وہابی ان کے سوا کوئی اور ہے۔ دیوبندی وہابی ہیں یہ ہمارا الزام نہیں بلکہ اکابر دیوبند کا کھلے دل سے اقرار واعتراف ہے۔

ملاحظہ ہو: مولوی اشرف علی تھانوی کہتے ہیں ''بھائی! یہاں (ہمارے مدرسہ ومسجد میں) وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لئے کچھ مت لایا کرو''۔ (اشرف السوانح، ج ۱، ص ۴۵)

یہی تھانوی حکیم الامت فرماتے ہیں: اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہوتو سب کی تنخواہ کر دوں پھر لوگ خود ہی وہابی بن جائیں۔ (الافاضات الیومیہ، ج ۵، ص ۶۷)

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں: محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں، اُن کے عقائد عمدہ تھے، وہ عامل بالحدیث تھے، شرک وبدعت سے روکتے تھے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۱، ص ۱۱۱)

جو مرزائیوں کے عقائد کو عمدہ بتائے وہ خود مرزائی جو وہابیوں کے عقائد کو عمدہ بتائے وہ خود وہابی ہے۔

مشہور مفرور دیوبندی وہابی مناظر مولوی منظور احمد سنبھلی مدیر الفرقان لکھنؤ کہتے ہیں ''ہم خود اپنے بارے میں بڑی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں''

(سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی، ص ۱۹۲)

مولوی محمد زکریا سابق امیر تبلیغی جماعت اقرار کرتے ہیں: مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔ (سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی، ص ۱۹۳)

لیکن اب یہ وہابی وہابی کہلانے سے ڈرتے اور ہچکچاتے ہیں بلکہ انہوں نے زورازوری اپنی جماعت کا نام ہی اہلسنّت والجماعت رکھ لیا ہے اور اب حال یہ ہے کہ

وہابی سے پوچھو کہ تم ہو وہابی
تو فوراً کہے گا نہیں تو نہیں تو

الحمدللہ کہ ہم نے واضح دلائل اور روشن شواہد سے بحوالہ کُتب الخیر کے رائٹر کا

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

جھوٹا اور مفتری ہونا ثابت کر دیا۔ باقی انہوں نے صلوٰۃ وسلام کے خلاف جو چند بے محل و بے ربط عبارات لکھی ہیں وہ موضوع زیرِ بحث سے مطلقاً متعلق نہیں نہ اصل عربی عبارات نقل کی گئیں، ضرورت ہوئی تو مسئلہ زیر بحث پر مفصل بحوالہ کُتُب تفصیل و جامعیت سے لکھا جائے گا۔ اسی طرح مرزائیوں، قادیانیوں سے ان کی فکری ہم آہنگی خود ان کی اپنی کُتُب کے مستند حوالوں سے ثابت ہے۔

آئینۂ ایام میں خود اپنی ادا دیکھ

کے زیرِ عنوان اس پر مفصل لکھا جاسکتا ہے۔ یہ لوگ زبانی کلامی ہوائی الزام لگاتے ہیں۔ ہم بفضلہٖ تعالیٰ بحوالہ کُتُب مدلل جواب دیتے ہیں۔

(ماخوذ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ، مارچ ۲۰۱۴ء، ماہنامہ السعید ملتان)

﴿دوسرا مضمون﴾

ماہنامہ ’’الخیر‘‘ کی شرانگیزی

علمائے حق کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ وہ اپنے مناظروں اور مباحثوں میں کبھی بھی سنجیدگی ومتانت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ مضبوط اور قوی دلائل ہی مخالفین کے مقابلے میں ان کا بڑا ہتھیار رہوتے ہیں البتہ دلائل سے تہی دامن لوگ جب علمی میدان میں عاجز آجاتے ہیں تو پھر انہیں کذب بیانی کا سہارا لینا پڑتا ہے اس لئے وہ تہذیب واخلاق کی حدود کو بھی پھلانگ جاتے ہیں۔

ربیع الاوّل ۱۴۳۵ھ / جنوری ۲۰۱۴ء کو دیوبندی عالم خیر محمد جالندھری کی طرف منسوب اور دیوبندی قاری محمد حنیف جالندھری کی زیرِ ادارت شائع ہونے والے ماہنامہ ’’الخیر‘‘ میں علمائے سوء کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے دروغ گوئی کا ایک ریکارڈ قائم کیا گیا اور قوتِ دلائل سے محرومی کا بیّن ثبوت پیش کیا گیا۔ آیئے آپ بھی کذب بیانی کا یہ شرمناک منظر ملاحظہ کیجئے، وہ لکھتے ہیں:

صلوٰۃ وسلام جو آج کل رائج ہے، بریلوی حضرات پڑھتے ہیں اس کی ابتدا پاکستان میں کب ہوئی اور کیوں شروع ہوئی؟ اس کے بارے میں مناظرِ اہل سنت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں: ابتدا اس کی یہ ہے کہ جب مرزائیوں کے خلاف تحریک چلی، حکومت نے ہر طرح کے ظلم کئے مگر یہ تحریک نہ دب سکی، بالآخر ظفر اللہ خاں (یہ مرزائی تھا اور پاکستان کا بدقسمتی سے پہلا وزیر خارجہ تھا) اور مولوی سردار علی (جو سابق وزیر اوقاف صاحبزادہ فضل کریم کا والد ہے) کی فیصل آباد اسٹیشن پر ملاقات ہوئی۔ ان دونوں کی ملاقات کی خبر اور تصویر اخبار میں بھی آئی تھی۔ ان دونوں کی علیحدہ کمرے میں ملاقات ہوئی۔ ظفر اللہ خاں نے پیسوں کی تھیلی مولوی سردار علی کو دی، ظفر اللہ خاں نے کہا: حکومت ہر طرح کا ظلم کر کے اس تحریک کو دبانا

چاہتی ہے مگر یہ تحریک نہ دب سکی اور میرے ذمہ یہ کام ہے کہ اس تحریک کو دباؤں تو آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہماری تحریک کے سدباب میں تعاون فرمائیں۔ایسی صورت اختیار کریں کہ یہ تحریک متفرق اور اس کی اجتماعیت ختم ہوجائے اور کئی ٹکڑوں میں بٹ جائے اور ان کے درمیان آپس میں اختلاف پڑ جائے اور یہ نا کام ہوجائے۔ چنانچہ ان دونوں کی ملاقات کے بعد جامعہ رضویہ فیصل آباد میں پہلی مرتبہ جمعہ کے دن عصر کی اذان میں ۱۹۵۳ء میں مروّجہ صلوٰۃ وسلام شروع ہوا تو جو بریلوی تحریک ختم نبوت میں شریک تھے وہ سب نکل گئے کیونکہ پھر یہ باور کرایا گیا کہ مرزائی ہی صرف گستاخ رسول نہیں بلکہ دیوبندی بھی گستاخِ رسول ہیں کیونکہ یہ حضرات مروّجہ صلوٰۃ وسلام کو بدعت کہتے ہیں تو جتنی جماعتیں اکٹھی ہوئی تھیں ان سب میں انتشار ہوگیا اور کئی ٹکڑوں میں بٹ گئیں اور پھر ایک مہینے میں پورے ملک کے اندر صلوٰۃ وسلام پھیل گیا۔

(تریاقِ اکبر بزبانِ صفدر، ص ۴۳۸، ۴۳۷، ماہنامہ الخیر ملتان شمارہ نمبر ۳، ج ۳۲، ص ۴۸)

نبراس المحدثین سیّدنا محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کا نام آپ کے والدین نے سردار محمد رکھا اور بریلی شریف کے اساتذہ وطلباء نے آپ کو سردار احمد کے نام سے یاد کرنا شروع کیا تو آپ نے اپنا نام محمد سردار احمد تحریر کرنا شروع کر دیا۔حیرت بھی سر پیٹتی ہوگی کہ آپ کا صحیح نام مبارک تک نہ جاننے والا آپ کی بلند وبالا شخصیت کے متعلق کیسے بے سروپا دعوے کر رہا ہے۔

اپنے ہی گھر کی جھوٹی گواہی سے محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پر الزام تراشی کرتے ہوئے مرزائی وزیر خارجہ کے ساتھ آپ کی ملاقات اور اخبار میں خبر اور تصویر شائع ہونے کا افسانہ بھی گھڑ لیا حالانکہ اپنے بیگانے سب جانتے ہیں کہ محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی بھر تصویر نہیں بنوائی۔ یہ آپ کی استقامت تھی کہ تصویر کھنچوائے بغیر ہی دوبار حج کی سعادت حاصل کی اور حرمین طیبین جا کر بھی نجدی ائمہ کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کی اور شدید تمنا کے باوجود پاکستان سے بریلی شریف یا بغداد تشریف نہ لے گئے کیونکہ ایسا کرنے کے لئے تصویر کی ضرورت تھی۔ نام نہاد ''الخیر'' کے مدیران میں اگر ہمت ہے تو مرزائی وزیر کے ساتھ آپ کی

ملاقات کی خبر اور تصویر والا اخبار پیش کریں مگر کوئی دیوبندی قیامت تک اس بے بنیاد افسانے کا ثبوت پیش نہیں کرسکتا۔

محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی خدمتِ دین پر معاوضہ وصول نہیں کیا۔آپ کی سوانح حیات کا مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شرعی مسئلہ دریافت کرنے والا اگر از راہِ عقیدت نذرانہ پیش کرنا چاہتا تو آپ سختی سے منع فرمادیتے کہ یہ نذرانہ خدمتِ دین کا معاوضہ نہ قرار پائے۔کسی جگہ خطاب کے لئے تشریف لے جاتے اور وہ حضرات کوئی نذرانہ پیش نہ کرتے تو آپ انتہائی خوش ہوتے کہ آج کا یہ پروگرام خالصتاً اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لئے ہوا ہے۔ایسی پاکباز شخصیت پر الزام تراشی کرنے والا اکابرینِ دیوبند کی تاریخ کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھے تو اسے انگریز اور ہندو نوازی کے مناظر دیکھنے کو ملیں گے اور دین کے لبادے میں چھپے ہوئے انگریز کے وظیفہ خواروں کے چہرے نظر آئیں گے۔آیئے خود اپنے گھر سے گواہی ملاحظہ کیجئے : مولوی حفظ الرحمٰن دیوبندی کہتے ہیں: کلکتہ میں جمعیت العلمائے اسلام حکومت (برطانیہ) کی مالی امداد اور اس کے ایماء پر قائم ہوئی۔(مکالمۃ الصدرین، دارالاشاعت دیوبند، ص ۷)

کیوں جناب! یہ کسی بریلوی عالم دین کا بیان نہیں بلکہ دیوبندی مولوی حفظ الرحمٰن اپنی جماعت کے اکابرین کے چہروں سے نقاب اُٹھا رہے ہیں۔اب اسی حضرت کا دوسرا بیان بھی ملاحظہ کیجئے، لکھتے ہیں: مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداً حکومت (برطانیہ) کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہوگیا۔

(مکالمۃ الصدرین، ص ۸)

صلوٰۃ وسلام کی ابتداء کو قادیانیت کی طرف منسوب کرنے والو! اپنے دامن میں جھانک کر دیکھو پورے ملک میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکانے والی آپ کی تبلیغی جماعت کا آغاز کس کے اشارے پر ہوا۔ابھی بھی اگر آپ تابوت سے سر نکال کر علمائے اہل سنت پر کیچڑ اچھالنے کے

لئے مچل رہے ہیں تو آپ کے تابوت کے لئے ایک اور کیل حاضر ہے۔ دیوبندی علامہ شبیر احمد عثمانی انکشاف فرماتے ہیں: ''حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔'' (مکالمۃ الصدرین، ص ۹)

اس حقیقت سے تو آپ ہی پردہ اُٹھا سکتے ہیں کہ انگریز بہادر کا دیوبند سے کیا رشتہ تھا جسے نبھانے کے لئے وہ یہ خطیر رقم خرچ کرتا تھا۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

مالکِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار ماننے پر شرک کے گولے داغنے والوں کی اپنے مالک و سرکار انگریز بہادر کے ساتھ وفاداری کا یہ حیرت انگیز منظر بھی ملاحظہ کیجئے۔ دیوبندیوں کے امام ربانی رشید احمد گنگوہی اپنے انگریز آقا کے ساتھ اظہارِ عقیدت کرتے ہوئے یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں: ''میں جب حقیقت میں سرکار (حکومتِ برطانیہ) کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور اگر مارا گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔'' (تذکرۃ الرشید، حصہ اول، ص ۸۰، مطبوعہ بلالی سٹیم ساڈھورہ)

انگریز بہادر کے ساتھ وفاداری کی یہ تو ایک طویل داستان ہے یہ صفحات اس کے ذکر کے متحمل نہیں ہیں۔ انگریز کے چلے جانے کے بعد بھی علمائے دیوبند نے اپنی وفاداریوں میں کمی نہیں آنے دی اور انگریز کے بھائی ہندو کے ساتھ اپنی محبتوں کے یادگار نقوش تاریخ کے صفحات پر رقم کرتے رہے۔ دارالعلوم دیوبند کی صدسالہ تقریبات میں ہندوستانی وزیر اعظم اندرا گاندھی کو بحیثیت مہمانِ خصوصی بلایا۔ محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تراشتے ہوئے بے بنیاد افسانے کی خبر اور تصویر کا ثبوت پیش کرنے سے عاجز آنے والے یہ حضرات روزنامہ جنگ کراچی 26 مارچ 1980ء کی اشاعت میں علمائے دیوبند کے ساتھ اندرا گاندھی کی تصویر اور خبر

ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ مزید خبر اور تصویر کے لئے 31 جولائی 1999ء کی اشاعت میں روزنامہ ایکسپریس کراچی، روزنامہ نوائے وقت کراچی، روزنامہ جنگ کراچی ملاحظہ کیجئے۔ سونیا گاندھی علمائے دیوبند سے خطاب کررہی ہیں اور انتخابات میں ان سے حمایت طلب کررہی ہیں اور دیوبندی مولوی اسعد مدنی سونیا گاندھی سے اظہارِ یکجہتی کرتے ہوئے کانگریس میں شمولیت کا اعلان کررہے ہیں۔

روزنامہ ایکسپریس کراچی 15 اپریل 2001ء کی اشاعت میں جمعیتِ علمائے ہند کے سربراہ دیوبندی مولوی اسعد مدنی کا یہ بیان بھی پڑھئے اور ہندوؤں کے ساتھ علمائے دیوبند کی عقیدت و محبت پر سر دھنیے۔

دیوبندی مولوی کہتے ہیں ''کشمیر میں جہاد نہیں بغاوت ہورہی ہے، ہلاک ہونے والے شہید نہیں''، کیسی عجیب منطق ہے پاکستان میں ملکی دفاع کے لئے جانوں کا نذرانہ نچھاور کرنے والے جوانوں کی شہادت پہ حرف اُٹھایا جاتا ہے اور کشمیر میں اسلام کے نام پر کفار کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کرنے والوں کو باغی کہا جاتا ہے لیکن انگریز کی خاطر مسلمانوں سے معرکہ آرائی کرکے ہلاک ہونے والے اپنے مولویوں کو تاریخ اسلامی کا ہیرو ثابت کیا جاتا ہے۔

نام نہاد ''الخیر'' کی شرانگیزی دیکھئے کہ بے بنیاد الزام لگا کر یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ اور علمائے اہلسنّت و جماعت بریلوی مرزائی نواز تھے۔ جبکہ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ یہ حضرات تو تحریکِ ختمِ نبوت کے روحِ رواں تھے۔ سیّدنا محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے پیرومرشد حضرت شاہ سراج الحق صاحب چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء و صوفیاء کرام کی جماعت کے ساتھ مل کر قادیان کے گرد ایک تبلیغی حصار قائم فرمادیا اور حضرت پیر صاحب نے خواجگان چشت کی عام روش سے ہٹ کر انگریزی تاریخ کے مطابق گورداسپور میں عرس مبارک کی تاریخ مقرر فرمائی۔ آپ سے سوال ہوا تو فرمانے لگے کہ انہی تاریخوں میں قادیان کا جلسہ ہوتا ہے۔ ہمارا مقصد یہی ہے کہ لوگ ادھر نہ جائیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی جب

ایک مقدمہ میں ماخوذ ہو کر گورداسپور آیا تو محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے پیر بھائی حضرت علامہ مولانا نواب دین رمداسی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا کے گرد لوگوں کا حصار توڑ کر اس کا بازو پکڑ لیا اور فرمایا او مردود! نبوت اگر جاری ہوتی اور اللہ تعالیٰ اس علاقے میں کوئی نبی بھیجتا تو بتا کہ مجھ جیسے وجیہہ انسان کو بھیجتا یا تجھ جیسے بجو کو۔ (ملخصاً تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، ج ۱، ص ۵۴، ۵۵)

حضرت محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے مرزا قادیانی کے جھوٹے الہامات کی تردید میں ''مرزا مرد ہے یا عورت'' نام کا رسالہ تصنیف فرما کر اس کا ردِ بلیغ فرمایا۔ لفظِ وفات کی تحقیق میں مرزائیوں کے اعتراضات کا قلع قمع کیا۔ آیات واحادیث کی روشنی میں حیاتِ مسیح علیہ السلام کو ثابت فرما کر قادیانیت پر ضربِ کاری لگائی۔

(ملخصاً تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، ج ۲، ص ۴۴۷ تا ۴۵۲)

سالارروالا ضلع فیصل آباد میں تشریف آوری پر گاؤں کے مرزائی نمبردار نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا میں کسی مرزائی یا بدمذہب بے دین سے مصافحہ نہیں کرسکتا۔ (ایضاً، ج ۲، ص ۴۵۳)

انگریز کے اشارے پر مسلمانوں میں تفریق ڈالنے والے لوگ کیا اپنے اکابر کی سیرت سے ایسی پاکیزہ اور روشن مثالیں پیش کرسکتے ہیں۔ ان لوگوں نے بغیر کسی ثبوت کے آپ کی ذات پر اتنا بڑا الزام کیوں لگایا۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ دیوبندیوں نے عوام کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لئے ختمِ نبوت کے نعرے لگانے شروع کردیئے۔ ختمِ نبوت کے قصر رفیع پر ڈاکہ ڈالنے کی ناکام ونامراد کوشش کرنے کے بعد چور مچائے شور کے محاورے پر عمل پیرا ہونا شروع کردیا۔ اس وقت حضرت محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہٗ العزیز کی ہی شخصیت تھی جنہوں نے اس مکروفریب کو بھانپ لیا اور دیوبندی سازش کو بے نقاب کرتے ہوئے واضح کیا کہ جس طرح مرزائی کافر ہیں اسی طرح خاتم النبیین بمعنی آخری نبی کو عوام کا خیال قرار دینے والے علماء کا بھی اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

دوسروں کی آنکھ میں تنکا دیکھنے والوں کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ وہ اس حقیقت سے نظریں کیوں چراتے ہیں کہ ان کے قاسم العلوم مولوی محمد قاسم نانوتوی (جس طرف خود کو منسوب کرکے اور قاسمی کہلوا کر فخر محسوس کرتے ہیں) نے اپنی ذہانت اور منطق کا مظاہرہ کرتے ہوئے تحذیر الناس کی صورت میں قادیانیوں کو ایسا تحفہ دیا جسے آج تک وہ مسلمانوں کے خلاف ایک مضبوط ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہ بات ریکارڈ کا حصہ بن چکی ہے کہ اسمبلی میں مرزا ناصر نے یہی دلیل پیش کی تھی کہ آپ کے مولانا ہی لکھ رہے ہیں کہ خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ماننا تو عوام کا خیال ہے۔ آپ کے بعد بھی اگر کوئی نبی آجائے تو خاتمیت محمدیہ میں فرق نہیں آئے گا۔ اگر ہمارے مرزا صاحب آگئے ہیں تو کون سی قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس دلیل کے جواب میں علمائے دیوبند پہ سکوت طاری ہوگیا۔ ان کو احسان ماننا چاہیے علمائے اہلسنّت وجماعت کا جنہوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے نزدیک مرزا بھی کافر ہے اور ایسی عبارات کے قائل بھی دائرہ اسلام سے خارج ہین اگر یہ جواب نہ دیا جاتا تو شاید آج تحریک کا انجام کچھ اور ہوتا۔

علمائے اہلسنّت پر مرزائیت نوازی کا الزام لگانے سے پہلے تحریکِ ختمِ نبوت پہ نظر دوڑاؤ 30 جون 1977ء کو قومی اسمبلی میں حزبِ اختلاف کی جانب سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے جو قرارداد پیش کی گئی جس پر حزبِ اختلاف کے بائیس افراد نے دستخط کئے۔ بعد میں جن کی تعداد سینتیس ہوگئی۔ اس قرارداد پر مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے دستخط نہیں کئے۔ ان کے بارے میں آپ کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں؟

اتنی نہ بڑھا پاکیِ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

''الفضل ماشهدت به الاعداء'' فضیلت تو وہی ہے جس کی گواہی دشمن بھی دیں۔

مشہور دیوبندی صحافی آغا شورش کاشمیری بھی مسلکی اختلاف کے باوجود تحریکِ ختم نبوت میں علماءِ اہلسنّت وجماعت کے کردار کو تسلیم کرتا ہے۔ اس نے اپنی کتاب ''تحریکِ ختم نبوت'' میں دومقام

پر جگر گوشہ محدثِ اعظم پاکستان قاضی ابوالفیض محمد فضل رسول حیدر رضوی کی تحریکِ ختم نبوت میں خدمات کا ذکر کیا ہے۔

مضمون نگار نے خیانت سے کام لیتے ہوئے یہ کہا کہ جامعہ رضویہ فیصل آباد میں پہلی مرتبہ جمعہ کے دن عصر کی اذان میں صلوٰۃ وسلام کو اذان میں شامل کر کے پڑھا جاتا ہے حالانکہ فیصل آباد کے دیوبندی عوام سے بھی استفسار کر لیجئے۔فیصل آباد کی مساجد میں اذان کے ساتھ ملا کر صلوٰۃ وسلام نہیں پڑھا جاتا بلکہ اذان کے بعد کافی تاخیر سے جب جماعت کا وقت قریب ہوتا ہے تو تثویب کے طور پر یعنی یہ اعلان کے لئے جماعت کا وقت قریب ہے،صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے۔جس کے ثبوت میں کثیر دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں اور مضمون نگار کا یہ سفید جھوٹ ہے کہ اس طریقے کا آغاز 1953ء سے ہوا۔آیئے ثبوت کے طور پر ان کے گھر سے گواہی ملاحظہ کیجئے۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جس میں دیوبندی مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی کے فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں۔مذکور مفتی کی وفات یکم دسمبر 1928ء کو ہوئی اب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کا درجِ ذیل فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔

سوال: اذان سے قبل الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وغیرہ جس کو صلوٰۃ کہتے ہیں اور مکہ معظمہ ومدینہ منورہ میں ہوتی ہے یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: اس کی کچھ ضرورت نہیں۔(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند،ج۲،ص۹۷،فاروقی کتب خانہ اکوڑہ خٹک)

ظاہر ہے یہ فتویٰ 1928ء سے پہلے کا لکھا ہوا ہے ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ 1953ء میں جب صلوٰۃ وسلام کا آغاز ہوا تو کسی نے سوال مرتب کر کے بھیجا اور مفتی صاحب نے قبر سے ہی جواب لکھ ڈالا ہو۔ بہر حال اس فتویٰ سے واضح ہوا کہ 1953ء سے بہت پہلے اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا تھا اور یہ فیصل آباد یا بریلی کی بات نہیں بلکہ عالمِ اسلام کے مرکز حرمین طیبین میں بھی یہ طریقہ جاری تھا۔

ماہنامہ الخیر کے ذمہ داران کے لئے ایک اور آخری تحفہ پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے

ان کی کذب بیانی روزِ روشن سے بھی واضح تر ہو کر سامنے آجائے گی اور اگر غیرت نے ساتھ دیا تو پھر کبھی ایسا جھوٹ بولنے کی حماقت نہیں کریں گے۔انہوں نے تو ''الخیر'' میں لکھا کہ مروّجہ صلوٰۃ وسلام کا آغاز 1953ء سے ہوا جس ادارے خیر المدارس سے یہ ماہنامہ جاری ہوتا ہے اس کے بانی مولوی خیر محمد جالندھری جن کے نام سے یہ ماہنامہ الخیر منسوب ہے ان کے فتاویٰ میں کیا لکھا ہے۔انہوں نے اپنے ہی شاگردوں کے جھوٹ کا بھانڈا بیچ چوراہے میں پھوڑ ڈالا۔

درجِ ذیل فتویٰ ملاحظہ فرمائیے، لکھتے ہیں:

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام،صحابہ کرام اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں مروّجہ صلوٰۃ وسلام نہ اذان سے پہلے ہوتا تھا اور نہ بعد میں بلکہ اذان اللہ اکبر سے شروع ہو کر لا الٰہ الا اللہ پر ختم ہوتی تھی۔781ء میں کچھ سرکاری لوگوں نے اسے اذان کے بعد پڑھنا شروع کیا،پھر مختلف ادوار میں کسی نہ کسی شکل میں اسے اذان کے ساتھ پڑھتے رہے۔اب اذان سے پہلے پڑھنے کا رواج ہو گیا ہے اس کے بدعت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

(خیر الفتاوی،ج۲،ص۲۲۹،مکتبہ امدادیہ ملتان)

مضمون نگار سے مجھے قطعاً امید نہیں مگر کہوں گا کہ عدل وانصاف کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر بس میرے ایک سوال کا جواب دیجئے کہ آپ کی کون سی بات مبنی بر صداقت ہے؟ ماہنامہ الخیر میں درست لکھا ہے کہ 1953ء سے صلوٰۃ وسلام کا آغاز ہوا یا آپ کے خیر الفتاوی کی بات درست ہے کہ 781ء سے اس کا آغاز ہوا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

ہو سکتا ہے دیوبندی فاضل دور کی کوڑی لائیں اور یہ بھی کہہ دیں کہ خیر الفتاویٰ میں کمپوزنگ کی غلطی سے 1953ء کے بجائے 781ء لکھ دیا ہے مگر خیر الفتاوی والے نے ان کے لئے یہ گنجائش بھی نہیں چھوڑی،اگلے صفحہ پر وہ اپنی بات کی دلیل میں درجِ ذیل عبارت ذکر کرتے

ہیں:

ثم نقل عن القول البدیع للسخاوی أنه فی سنة ۷۹۱ ھ وأن ابتداء ه کان فی أیام السلطان الناصر صلاح الدین بأمره. (شامیہ، ج۱ص۴۸۷، خیر الفتاوی، ج۲ص۲۳۰)

علامہ سخاوی کی القول البدیع سے منقول ہے کہ اس صلوٰۃ وسلام کا آغاز 791ھ میں ہے اور اس کی ابتدا سلطان ناصر صلاح الدین ایوبی کے زمانہ میں اس کے حکم سے ہوئی۔

اب تو آپ کے معتبر فتاویٰ سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اسلام کے قابلِ فخر عظیم فرزند مجاہد اسلام، مسلمانوں کے قبلہ اول کو آزاد کروانے والے سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ بھی صلوٰۃ وسلام پڑھنے والی جماعت سے ہی تعلق رکھتے تھے۔ جہاد کے نام پر فساد فی الارض پھیلانے والے درود وسلام نہیں پڑھا کرتے ہاں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرنے والے تو ہر دور میں ہی درود وسلام کی صدائیں بلند کرتے رہے ہیں۔

مضمون نگار نے آخر میں تحریف کا سہارا لیتے ہوئے صلوٰۃ وسلام کو بدعت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ یہ تحریر پڑھنے کے بعد بھی وہ اپنی ضد پر ڈٹے رہے تو ان شاء اللہ العزیز ان کی دوسری باتوں کا تفصیلی جواب بھی پیش کیا جائے گا۔ (ماخوذ ماہنامہ فکر سواد اعظم، فیصل آباد)

﴿تیسرا مضمون﴾

اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ. (النحل: ۱۶/۱۰۵)

جھوٹے افتراء وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔

قادیانی دیوبندی فکری اعتقادی ہم آہنگی

آئینہ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ

ماہنامہ ''الخیر'' خیر المدارس ملتان میں کسی مولوی امین صفدر کی کذب وافتراء دجل وفریب پر مبنی کتاب ''تریاقِ اکبر بزبانِ صفدر'' کے حوالے سے یہ بدترین ونجس ترین معاندانہ الزام تراشی وبہتان طرازی کی گئی ہے کہ ''مرزائی قادیانی وزیر خارجہ مسٹر ظفر اللہ نے ۱۹۵۳ء کی تحریک کے دوران مولوی سردار علی (صحیح محدثِ اعظم علامہ محمد سردار احمد ہے) کی فیصل آباد اسٹیشن پر ملاقات ہوئی۔ ظفر اللہ خان نے پیسوں کی تھیلی مولوی سردار علی کو دی........ پہلی مرتبہ جمعہ کے دن ۱۹۵۳ء میں عصر کی اذان کے بعد مروّجہ صلوٰۃ وسلام شروع ہوا''

اس صریح افتراء وبہتان کا ایک ایک لفظ ایک ایک حرف سرتاپا جھوٹ اور الزام برائے الزام ہے۔ ہم اس کا مفصل جامع مدلل جواب دے چکے ہیں اور مفتری طائفہ کچھ بھی جواب نہ دے سکا۔ ان کے سارے اکابر سر جوڑ کر بیٹھ جائیں ان شاء المولیٰ العزیز قیامت تک جواب نہ دے سکیں گے۔

رضوی ہے کرم مجھ پر میرے غوث و رضا کا
ہر بحر سخن سہل ترین میرے لئے ہے

مولوی حنیف جالندھری کے رسالہ ''ماہنامہ الخیر'' میں بلادلیل وثبوت اکابر اہلسنّت کے مسلمہ امام ومحدثِ اعظم اوراستاذ الاساتذہ پر مزائی مردود وزیر خارجہ سے ملاقات کرنے اور پیسوں کی تھیلی لینے کا جھوٹا ناپاک مردود الزام لگا کر اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کر کے ابدی

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

جہنم خریدنے کا اقدام کیا ہے۔اب ہمیں بھی حق ہے کہ اپنے مدمقابل جھوٹے طائفہ کا مدلل بحوالہ کتبِ معتبرہ تعاقب کریں اور قادیانی دیوبندی فکری اعتقادی ہم آہنگی کو منظرِ عام پر لائیں۔

چیلنج

ہم بفضلہٖ تعالیٰ بحوالہ کُتبِ معتبرہ شواہد پیش کر رہے ہیں اور مندرجہ ذیل حوالہ جات غلط ثابت کرنے والوں کو مبلغ پچاس ہزار روپیہ نقد انعام پیش کریں گے اور یہ پچاس ہزار عدم ادائیگی کی صورت میں بذریعہ عدالت مقدمہ دائر کر کے بھی وصول کیا جاسکتا ہے۔

رضا کے سامنے کی تاب کس میں
فلک وار اس پہ تیرا ظل ہے یاغوث (رضی اللہ عنہ)
تیرے رضا پہ تیری دعا ہو
اس سے غضب تھراتے یہ ہیں
بلکہ رضا کے شاگردوں کا
نام لئے گھبراتے یہ ہیں

الفقیر القادری محمد حسن علی الرضوی البریلوی غفرلہ الولی

قادیانی دیوبندی ہم آہنگی

ہم اس عنوان پر کچھ لکھنا چاہتے تھے لیکن مذکورہ بالا تفصیل میں چلے گئے۔ لیجئے قادیانیت اور دیوبندیت کے نظریاتی افکار کی ہم آہنگی ملاحظہ ہو کہ:

☆ بابائے وہابیت دیوبندیت مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی کی مشہور رسوائے زمانہ گستاخانہ کتاب کا نام ''تقویۃ الایمان'' ہے تو مرزا غلام قادیانی کی مشہور رسوائے زمانہ گستاخانہ کتاب کشتی نوح کا اصلی حقیقی نام بھی ''تقویۃ الایمان'' جو ۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو قادیان سے شائع ہوئی جس کے ہر صفحہ پر تقویۃ الایمان لکھا ہوا ہے۔

☆ اسی طرح پیشوائے دیوبند مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی محررہ ومصدقہ گستاخانہ کتاب کا نام ''براہین قاطعہ'' ہے تو مرزا غلام قادیانی کی پُرفریب وپُردجل گستاخانہ کتاب کا نام بھی براہین ہے جو کئی حصوں پر مشتمل ہے جس کو چودھری نعمت اللہ مہتمم نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان سے شائع کیا تھا۔

یہاں یہ بات خصوصی توجہ کی مستحق ہے کہ دیوبندیت کے امام دوم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے مرزا غلام قادیانی کی براہین الاحمدیہ کو بہت پسند کیا تھا اور بڑی تعریف کی تھی۔

مرزا غلام قادیانی اور براہینِ احمدیہ سے مولوی رشید گنگوہی کی محبت وعقیدت

ہمیں دیوبندیت اور مرزائیت کی خانہ تلاشی سے بڑے لرزہ خیز انکشافات ہوئے ہیں۔قارئین کرام کو یہ پڑھ کر اُن کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل جائے گی بلکہ ممکن ہے محسوس کریں کہ یہ ضد میں کہہ رہے ہیں مگر یہ ناقابلِ تردید حقیقت واقعی ہے اور لوگ آکر تذکرۃ الرشید میں ہم سے دیکھ سکتے ہیں، فوٹو کاپی منگواسکتے ہیں۔مرزا قادیانی اور مرزا کی کتاب براہین کی قصیدہ خوانی مولوی رشید احمد گنگوہی کی زبانی ملاحظہ ہو،لکھا ہے:

مرزا غلام احمد قادیانی جس زمانہ میں براہین لکھ رہے تھے اور اُن کے فضل وکمال کا اخبارات میں چرچا اور شہرہ تھا اس وقت تک اُن کو حضرت امام ربانی (یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی) سے عقیدت بھی تھی اس طرف کے جانے والوں سے دریافت کیا کرتے تھے کہ حضرت مولانا اچھی طرح ہیں اور دہلی سے گنگوہ کتنے فاصلہ پر ہے، راستہ کیسا ہے؟ غرض حاضری کا خیال بھی معلوم ہوتا تھا۔اُسی زمانہ میں حضرت امام ربانی (مولوی گنگوہی صاحب) نے ایک مرتبہ یوں ارشاد فرمایا تھا کہ کام تو یہ شخص اچھا کر رہا ہے مگر پیر کی ضرورت ہے۔(تذکرۃ الرشید، حصہ دوم، صفحہ ۲۲۸)

قارئین اورحقیقت پسند منصف مزاج ناظرین غور فرمائیں۔مولوی رشید احمد گنگوہی کے ’’ارشادات‘‘ کاایک ایک لفظ دیوبندوقادیان کے اندرونی قلبی ذہنی فکری اتحادویگانگت کا پتہ دے رہاہے۔گنگوہی صاحب نے اپنی قلبی اندرونی وابستگی کااظہارمرزا قادیانی کی براہین کے دور سے شروع کیا ہے۔کوئی بھی شخص مرتد قادیاں کی براہین اوراس کے جملہ حصص کواُٹھا کر ملاحظہ کرسکتا ہے۔تنقیص رسالت بے دینی اورضلالت کی کون سی بات ہے جوبراہینِ قاطعہ کی طرح براہینِ احمدیہ میں نہیں لیکن مولوی گنگوہی صاحب ڈنکے کی چوٹ مرزا قادیانی کی براہینِ احمدیہ کی تعریف وتوصیف کررہے ہیں اوراخبارات میں اس دجال کے چرچے اورشہرے پڑھ پڑھ کر محظوظ ولطف اندوز ہورہے ہیں اوراُس ناپاک کے نام نہادفضل وکمال کے سامنے جبین عقیدت خم کررہے تھے اورمرزا قادیانی کی اُس بات پرکہ وہ گنگوہ سے قادیاں آنے جانے والوں سے مولوی رشیداحمد گنگوہی کی خیروعافیت بڑی عقیدت سے دریافت کیا کرتے تھےاوراتنی سی بات پر گنگوہی صاحب پھولے نہ سماتے اوریہ سرٹیفکیٹ جاری کردیتے تھے کہ کام تویہ شخص (مرزا قادیانی)اچھا کررہاہے۔

قارئینِ کرام غورفرمائیں کہ کیا مجددیت،مہدویت،مسیحیت اورنبوت کادعویٰ اچھا کام ہے جوگنگوہی صاحب مرتد قادیان کی حمدوثنا کے خطبے پڑھ رہے ہیں؟اربابِ فکرونظراس بات پر بھی غورفرمائیں اوردیوبندی قادیانی اندرونی اتحادکی کڑیاں ملانے کی کوشش کریں کہ گنگوہ سے قادیان آنے جانے والے وہ کون سفیر تھے جوخفیہ سفارت کااہم فریضہ سرانجام دے رہے تھے؟ مولوی رشیداحمد گنگوہی نے مرزا قادیانی کی توہین آمیز گستاخانہ عبارات تنقیص سے بھرپورمردود کلمات وافکارکاردوابطال نہ کیا،نہ توبہ تجدیدایمان وتجدیدنکاح کی تلقین کی۔ہرقسم کے کفریات و لغویات سے چشم پوشی کرتے ہوئے یہ فرماکرکہ’’کام تویہ شخص اچھا کررہاہے‘‘ مرید ہونے کی ترغیب دی کہ اس کو’’پیرکی ضرورت ہے‘‘اورپیرخودبدولت گنگوہی صاحب نقدموجودتھے۔گنگوہی کوقادیانی کے عقائد باطلہ کفرپرکچھ اعتراض نہ تھانہ مرزا قادیانی کوگنگوہی کے عقائد باطلہ وافکارِ

فاسدہ پراعتراض تھا۔گنگوہی صاحب قادیانی کی تعریفیں کرکے اس کواپنا مرید کرنا چاہتے تھے اورخوداس کا پیر بننا چاہتے تھے اورمرزا قادیانی دجال بڑا عیار و مکارتھاوہ گنگوہی صاحب کی تعریفیں کرکے اُس کواپنا امتی بنانا چاہتا تھااورخوداس کا نبی بننا چاہتا تھا۔بہرحال یہ شخصیات کا تناؤ اورتنازعہ تھااگرگنگوہی قادیانی پرایمان لے آئے توبشیرالدین محمود کی جگہ مرزا قادیانی کے پہلے خلیفہ قرارپاتے اوراگرمرزا قادیانی گنگوہی صاحب کے مرید ہوجاتے تومولوی محمود الحسن دیوبندی کوشیخ الہند کی سیٹ خالی کرنا پڑتی۔

قارئینِ کرام کوحیرت ہوگی کہ مرزا غلام قادیانی نے اپنے اورمولوی رشید احمد گنگوہی کے درمیان ہونے والی خفیہ خط وکتابت کو’’براہینِ احمدیہ‘‘ میں شائع کرکے دیوبندیت اور قادیانیت کےاندرونی اتحادپرسےخودہی پردہ اُٹھادیا۔

قارئینِ کرام براہینِ احمدیہ کی جلدوں میں اس خفیہ خط وکتابت کےنقوش چشم سر سے ملاحظہ کرسکتے ہیں۔اسی طرح گنگوہی صاحب نے قادیانی ’’براہینِ احمدیہ‘‘ کی پیٹ بھرکرتعریف وتوصیف کی ہے۔اختصار مانع ہے ورنہ چندحوالہ جات نقل کردیئے جاتے۔ضرورت ہوئی تویہ خفیہ خط وکتاب آئندہ جلدمیں قارئین کی ضیافت طبع کے لئے شائع کردی جائے گی۔

مرزا قادیانی مولوی گنگوہی کا مردِ صالح

دیوبندی قطب العالم (مولوی رشیداحمد گنگوہی) نے ۱۳۰۱ھ میں جب مرزا قادیانی کو ’’مردِ صالح‘‘ قراردیاتو مولوی محمد لدھیانوی نے اس کا مفصل ردلکھا، ملاحظہ ہو فتاویٰ قادریہ، ص۴،ازمولوی محمد لدھیانوی۔

یہاں یہ بات بھی یادرہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے براہین احمدیہ، ازالہ اوہام، حقیقت الوحی ،تقویۃ الایمان، کشتیِ نوح ،اعجازِ احمدی وغیرہ کُتب قادیانیہ میں مرزا قادیانی کے کفریات وارتدادسے بھرپورمبنی برتوہین وتنقیص عقائدکودیکھا، پڑھااورسنااورکہتا رہا’’یہ شخص کام

تو بہت اچھا کررہاہے''، یہ ''مردِ صالح'' ہے۔ کفر کا فتویٰ نہ دیا نہ بانیٔ مدرسہ دیوبند نے مرزا قادیانی پر کفر وارتداد کا فتویٰ دیا۔ جب مولوی رشید احمد گنگوہی اپنی دلی تمناؤں کے باوجود مرزا غلام قادیانی کو اپنا مرید بنانے میں ناکام رہا تو صرف گمراہ ہونے کا فتویٰ دیا۔ اس راز پر مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی گنگوہی صاحب کے سوانح نگار نے خود ہی پردہ اُٹھادیا۔ لکھتا ہے گنگوہی صاحب ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''مرزا قادیانی گمراہ ہے، اُس کے مرید بھی گمراہ ہیں، اگر اس جماعت سے الگ رہیں اچھا ہے''

(تذکرۃ الرشید، حصہ۲، ص۱۴۰)

گنگوہی صاحب نے یہ بڑے سے بڑا تیر مارا ہے اور مرید نہ ہونے کی ضد میں مارا۔ اگر قادیانی، گنگوہی صاحب کا مرید ہوجاتا اور اس کو پیر مان لیتا تو وہ مرزا غلام کو سب کچھ ماننے کو تیار تھے اور نہ صرف گنگوہی صاحب بلکہ دیوبندی مجدد تھانوی صاحب بھی مرزا غلام قادیانی کو کافر مرتد نہیں مانتے کیونکہ اگر وہ ختم نبوت کے منکر اور اپنی نبوت کے مدعی کو کافر قرار دیتے تو انکارِ ختم نبوت کے جرم میں خود بھی کافر قرار پاتے۔ اپنے آپ کو بچاتے بچاتے مرزا قادیانی جیسے دجال کو بھی تحفظ فراہم کرگئے۔ ملاحظہ ہو مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی اپنے ۱۳ ذیقعد ۱۳۲۵ھ کے ایک فتویٰ میں لکھتے ہیں:

''خاص مرزا (غلام قادیانی) کی نسبت مجھ کو پوری تحقیق نہیں کہ کوئی وجہ کفر کی ہے یا نہیں''

(امداد الفتاویٰ، ج۴، ص۱۶۶، مطبوعہ دیوبند، یوپی کتب خانہ اعزازیہ دیوبند یوپی)

مولوی رشید احمد گنگوہی نے ۱۳۲۳ھ میں وفات پائی۔ گنگوہی صاحب کا مذکورہ بالا فتویٰ دو ایک سال پہلے ہی کا ہوگا اور تھانوی صاحب کا انکارِ تکفیر کا فتویٰ ۱۳۲۵ھ کا ہے۔

جبکہ امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی، مرزا غلام قادیانی دجال پر اور فرقہ قاسمیہ وامیریہ ورافضیہ وقادیانیہ وغیرہ منکرینِ ختم نبوت پر حکمِ شرعی واضح فرماچکے کہ ''مسلمان پر جس طرح لا اِلٰہ الا اللہ ماننا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو احد، صمد لاشریک لہ جاننا فرض اول مناط ایمان ہے یونہی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا، اُن کے زمانے میں خواہ اُن کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال وباطل جاننا فرض اجل وجزئے ایقان'' ولکن رسول الله وخاتم النبيين ''نصِ قطعی قرآن ہے اس کا منکر نہ صرف منکر بلکہ شک کرنے والا شاک کہ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہوکر اُسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر جو اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر ''بين الكافر جلى الكفران'' ہے۔

(جزأ اللّٰہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ، ۱۳۱۷ھ)

یاد رہے امامِ اہلسنّت سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کا یہ پہلا مبارک فتویٰ رجب المرجب ۱۳۱۷ھ کا ہے۔

جبکہ دوسرا فتویٰ کفر ۱۳۲۰ھ میں صادر فرمایا۔ (السعوء والعقاب علی المسیح الکذاب، مرتبہ ۱۳۲۰ھ)

تیسرا معرکۃ الآراء فتویٰ کفر وارتداد ۱۳۲۴ھ۔۱۳۲۵ھ کا ہے۔ (حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین ۱۳۲۴ھ۔۱۳۲۵ھ)

چوتھا فتویٰ کفر قهر الديان على مرتد بقاديان میں ہے۔

پانچواں المبين ختم النبيين ۱۳۲۶ھ کا ہے۔

چھٹا فتویٰ الجراز الديانی علیٰ مرتد القاديانی ۱۳۴۰ھ کا ہے۔

یہ فتاویٰ تو مستقل کتب ورسائل کی صورت میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ اعلیٰ حضرت کی دوسری کتب مبارکہ میں مرزا قادیانی پر بیشمار فتوائے کفر وارتداد ہیں لہٰذا ماننا پڑے گا کہ دیوبندی وہابی مولویوں نے بہت بہت بعد اعلیٰ حضرت کی نقل اتارتے ہوئے مجبوراً مرزا قادیانی پر کوئی فتویٰ دیا مگر افسوس مرزا قادیانی جیسے عقائد رکھنے پر اپنے اکابرین کو کچھ نہیں کہا، ڈنڈی مار گئے۔ یہ ہماری کوئی اپنی لفاظی نہیں مولوی اشرف علی تھانوی نے خود اعتراف کیا ہے کہ: ہم تو

قادیانیوں کوبھی کافر نہ کہتے تھے اوروہ ہمیں کہتے تھے ہاں اب (اعلیٰ حضرت کے قادیانیوں پرفتویٰ کفر کے بعد) جبکہ ثابت ہوگیا کہ وہ مرزا صاحب کی رسالت کے قائل نہیں تب ہم نے کفر کافتویٰ دیا۔ (قصص الاکابر،ص۲۵۲)

قصص الاکابر تو کل کی بات ہے اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت نے ۱۳۱۷ھ، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۴ھ، ۱۳۴۰ھ میں قادیانیوں، مرزائیوں اور دجال قادیاں پر مسلسل کفروارتداد کے فتوے دیئے۔ دیوبندی مولوی سوتے رہے یالب باندھے دم سادھے خاموش بیٹھے تماشا دیکھتے رہے جس کا اعتراف تھانوی صاحب نے خود کرلیا کہ ''ہم تو قادیانیوں کوبھی کافر نہ کہتے تھے'' اس کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ دیوبند ہندوستان سے چھپنے والے پہلے ایڈیشن کے امدادالفتاویٰ میں مرزا غلام قادیانی کی تکفیر سے صاف صاف انکار کیا۔ (امدادالفتاویٰ، جلد چہارم، ص۱۱۶)

اوراب بعد میں چھپنے والے پاکستانی اور ہندوستانی امداداالفتاویٰ کے ایڈیشنوں میں حاشیہ پر یہ اضافہ کردیا کہ ''بعد میں معلوم ہوا کہ مرزا (غلام قادیانی) کے کلام میں اپنے نبی نہ ماننے والوں پرکفر کافتویٰ ہے اوربعض انبیاء علیہم السلام کی اہانت ہے اوردعویٰ نبوت واہانت انبیاء دونوں کفر ہیں۔ (امدادالفتاویٰ، جلد چہارم، ص۱۱۶)

ان بیچارے علمی یتیموں کو بہت بعد میں معلوم ہوا اور پھر سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی اور دیگر علماءِ اہلسنّت کی دیکھا دیکھی مجبوراً بہت بعد میں کوئی فتویٰ دیا۔ اس راز کو خود تھانوی صاحب نے قصص الاکابر اورامدادالفتاویٰ کے حاشیہ نگار نے کھول دیا مگر ختمِ نبوت کے معنی ومفہوم کومسخ کرنے والے اورحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبی پیدا ہونے کو منافی ختمِ نبوت نہ سمجھنے والے مولوی قاسم نانوتوی اوراپنا کلمہ اشرف علی رسول اللہ اوراپنا درود ''اللھم صل علی سیّدنا ونبینا ومولانا اشرف علی'' پڑھنے والے پرکفروارتداد کافتویٰ نہ دیا اورآج تک عقل شکن الٹی سیدھی تاویلیں کررہے ہیں۔

ختمِ نبوت پر حقیقی واقعی ایمان ہوتا توہر منکرِ ختمِ نبوت اور ہر مرتکب توہین پر کفروارتداد

کافتویٰ لگاتے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی پر یہ بہت بعد کا دیکھا دیکھی کا فتویٰ بھی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنا بھرم رکھنے کے لئے ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ دیوبندیوں کے دہلوی مفتیِ اعظم اور جمعیت العلماء ہند کے ایک سابق صدر مولوی مفتی کفایت اللہ دہلوی بھی مرزا قادیانی اورمرزائیوں کو کافرومرتد قرار نہیں دیتے اوراُن کا ذبیحہ حلال جانتے ہیں، لکھا ہے: اگرکسی مرزائی کے ماں باپ یا اُن میں سے کوئی ایک مرزائی تھا تو یہ اہلِ کتاب کے حکم میں ہے اوراس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے۔ (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی کتاب کفایت المفتی، جلد اوّل، ص۳۱۳)

جملہ اکابر دیوبند کے عموماً اورملاّں مانچھڑوی جی کے خصوصاً ممدوح اعظم مولوی ابوالکلام آزاد نے اس سوال پر کیا احمدی گروہ کی شرکت اشاعتِ اسلام میں مُضر ہے یانہیں، یہ جواب دیا کہ اگر اشاعتِ اسلام کا کام یہ فرقہ (یعنی فرقہ احمدیہ) اپنا فرض سمجھتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ فرقہ اس میں شریک نہ ہو.....اسی طرح تمام اہلِ قبلہ متحد ومتفق ہوجائیں گویا ایک ہی خاندان کے فرزند اورایک ہی شجرِ محبت اوراخوت کے برگ وبار ہیں۔

(رسالہ ''الہلال'' ۱۴ جنوری ۱۹۱۴ء، ص۲۶)

''وفاتِ مسیح کا ذکر خود قرآن میں ہے'' (ازابوالکلام آزاد، ملفوظات آزاد، ص۱۳۰)

دیوبندیوں وہابیوں کے ممدوح ''مولانا ابوالکلام آزاد نے ہمیشہ یہی کہا کہ مرزا غلام احمد صاحب کافرنہیں..... مرزا غلام احمد (قادیانی) کے انتقال پر مولانا (آزاد) اُن کے جنازہ کے ساتھ بٹالہ تک گئے تھے اورمرزا صاحب کے انتقال پر اخبار ''وکیل'' امرتسر میں طویل تعریفی اداریہ لکھا۔ (عبدالمجید سالک کے نوازش نامے، ص۱۵، ۱۶ وتاریخ احمدیت، ج۳، ص۵۷۱)

مولوی احمد علی لاہوری کے دعاوی

مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند مدیر ماہنامہ ''تجلی'' دیوبند مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کے برادرزادہ ہیں لکھتے ہیں: مولوی احمد علی اپنی ایک کتاب وحی والہام میں لکھتے ہیں کہ مرزا غلام

احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے اُن کی نبوت کشید کرلی اور یہ نبوت اب مجھے وحی کی منفعتوں سے نوازتی ہے۔ (ماہنامہ تجلی، جنوری ۱۹۵۷ء، ص ۲۱)

گویا دیوبندی شیخ التفسیر احمد علی کے نزدیک مرزا قادیانی حقیقتاً نبی تھا اور مرزا غلام قادیانی کی کشید شدہ جعلی نبوت مولوی احمد علی کو غلام احمد قادیانی کے توسط سے وحی کی منفعتوں سے نوازتی ہے۔ مرزا قادیانی کے وحی والہام کا فیض مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی میں جاری وساری ہے جس سے پوری پاکستانی دیوبندیت استفادہ کررہی ہے۔

قادیانیوں کے نکاح خواں

مولوی احتشام تھانوی دیوبندی

قارئینِ کرام حیران ہوں گے کہ دیوبندیوں اور قادیانیوں کا اندرونِ خانہ ایسا ذہنی فکری اتحاد ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی باقیات میں سے مولوی احتشام الحق تھانوی دیوبندی مرزائیوں قادیانیوں کے نکاح خواں بھی تھے اور یہ ہمارا من گھڑت الزام وافتراء نہیں اس راز پر سے مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی کے شاگردِ رشید ''مولانا'' کوثر نیازی صاحب نے بڑی صفائی سے پردہ اُٹھادیا وہ اقرار کرتے ہیں اور لکھتے ہیں: مولوی احتشام الحق کیرانوی صاحب! ہم نے آپ کو احمدیوں (قادیانیوں) کا نکاح پڑھواتے پکڑلیا اور مع تصویر (فوٹو) کے عوام کے سامنے لاکھڑا کیا.... اسی اخبار کی ایک ذیلی سرخی ہے: ''مزید تین نکاحوں کا راز'' لکھا ہے۔ ''آپ (مولوی احتشام الحق تھانوی دیوبندی) نے لاہوری جماعت احمدیہ کی تین خواتین کا نکاح بھی پڑھوایا اور یہ تینوں پی آئی ڈی سی کے ڈائریکٹر جنرل مولوی عبدالباسط کی بیٹیاں ہیں ان میں سے ایک نکاح آپ نے ۱۹۶۳ء میں پڑھوایا اور دوسرے دو ۱۹۶۹ء میں ان تینوں دلہنوں کے نکاح آپ نے اپنے ''لحنِ داؤدی'' کے ساتھ پڑھوائے۔ مولوی جی! آپ سچے ہیں تو اس الزام کو بھی غلط ثابت کریں، نوٹس کے تکلف کی ضرورت نہیں سیدھے عدالت میں جائیے۔ اب (میرا

رسالہ) شہاب آپ کو بھاگنے کا راستہ نہ دے گا۔ آپ تردید کیوں نہیں کرتے کہ آپ نے احمدیوں کے نکاح پڑھوائے اگر آپ سچے ہیں تو یہ نوٹس نوٹس کی رٹ کیوں لگاتے پھرتے ہیں، اب تک عدالت میں کیوں نہیں گئے؟ مولوی! شہاب آپ کو نہیں چھوڑے گا۔

(ہفت روزہ شہاب لاہور، ۳۰ اپریل ۱۹۷۰ء، صفحہ اوّل)

قادیانیوں کی مزید نکاح خوانی

''مولانا'' کوثر نیازی صاحب مولوی احتشام الحق دیوبندی تھانوی کے پڑھائے قادیانیوں مرزائیوں کے نکاحوں کا مزید راز افشا کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: مولوی احتشام الحق کیرانوی ہم پھر حاضر ہیں۔

اس کے ذیل میں لکھتے ہیں: مولوی احتشام الحق کیرانوی جی! بڑے افسوس کے ساتھ آپ سے دوبارہ ملاقات کرنا پڑرہی ہے۔ کاش آپ نے اپنے دعویٰ کے مطابق مقدمہ دائر کردیا ہوتا''

پھر ایک ضمنی سرخی ''آپ نے یہ نکاح بھی پڑھایا تھا'' کے تحت لکھتے ہیں ''آپ نے دوسرے احمدیوں کے نکاح کی طرح لاہوری (مرزائی) جماعت کے بانی مولوی محمد علی کے لڑکے حامد فاروق کا نکاح بھی کراچی میں پڑھوایا تھا.... لوٹن میاں اچھے مولوی ایسا نہیں کرتے اب سچ سچ بتادو اسلام تمہارا دین نہیں بلکہ کاروبار ہے.... الخ۔

(ہفت روزہ شہاب لاہور، ۲۱ مئی ۱۹۷۰ء، جلد ۹، شمارہ ۲۱، ص ۱)

بہرحال دیوبندی قادیانی ذہنی فکری اندرونی دلی مسلکی اعتقادی ہم آہنگی کے بے شمار شواہد ہیں۔

ان حقائق وشواہد کا ہماری طرح بحوالہ کُتب معتبرہ سنجیدہ مدلل جواب دیا جائے اور الزام برائے الزام سے مطلقاً احتراز واجتناب کیا جائے۔

﴿چوتھا مضمون﴾

ایک تحقیقی تجزیہ

جھوٹ کا چسکا کذب کا ملکہ

کیا سیّدنا اعلیٰ حضرت مولوی محمد یٰسین دیوبندی کے شاگرد تھے؟

حدیث شریف میں فرمایا: جب انسان جھوٹ بولتا ہے تو شیطان اس کے لبوں پر شہد لگا دیتا ہے وہ جھوٹ بولنے میں لذت محسوس کرتا ہے۔ (ملخصاً)

ماہنامہ الخیر ملتان، تھانوی حکیم الامت کے خلیفہ، جالندھری صاحب ملتان کے خلف ومعتمد مولوی محمد حنیف صاحب جالندھری کی ادارت میں شائع ہوتا ہے وہ اور ان کے والد بظاہر نسبتاً اعتدال پسند معلوم ہوتے ہیں مگر ہمارا یہ اندازہ محض قیافہ ثابت ہوا کیونکہ ان کی زیر ادارت مجلّہ ''الخیر'' ملتان نے امامِ اہلسنّت محدثِ اعظم پاکستان حضرت قبلہ شیخ الحدیث علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر مبنی بر کذب وافتراء الزام برائے الزام لگایا تھا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرت قبلہ محدثِ اعظم پاکستان نے مرتد ومردود مرزائی قادیانی وزیر خارجہ کے اشارہ پر پاکستان میں سب سے پہلے بعد اذان صلوٰۃ وسلام کی ابتداء کی۔ (ملخصاً)

اس بہتانِ عظیم اور افتراء ذلیل کا جواب متعدد سنی رسائل وجرائد میں دیا گیا جس کے جواب الجواب سے اہلِ خیر المدارس آج تک عاجز وقاصر ہیں اور لب باندھے دم سادھے بیٹھے ہیں، شرمناک عقل شکن الزام بے دریغ بے دغدغہ لگانا اور پھر الزام بھی اپنے گھر سے، اس کا ثبوت بھی اپنے گھر سے۔ یہ ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ یہ لوگ اگر ایسی صریح الزام تراشی، بہتان طرازی نہ کریں تو حقیقتِ حال کی وضاحت کرنے کے لئے جواب دینے کی ضرورت ہی نہ ہو۔ اب حال ہی میں ماہنامہ ''الخیر'' ملتان کے محرم الحرام ۱۴۳۷ھ / نومبر ۲۰۱۵ء کے شمارہ میں صفحہ ۳۴ پر یہ

شرمناک الزام لگا کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کیا ہے کہ ان کا کوئی مولوی محمد یٰسین سرہندی دیوبندی (استاذ مولوی خیر محمد جالندھری) اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مجدد دین وملت سیّدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ کا استاذ تھا اور اعلیٰ حضرت سیّدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ دیوبندی وہابی مولوی کے ابتدائی کتب میں شاگرد تھے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ مولوی محمد یٰسین دیوبندی کو بڑے ادب آمیز لہجہ میں خطوط لکھا کرتے تھے۔ (مرسلہ مولانا محمد عابد صاحب، استاذ جامعہ خیر المدارس ملتان)

ملاحظہ ہو دیکھئے لیجئے دعویٰ بھی اپنے گھر سے اور دلیل اور ثبوت بھی اپنے گھر سے۔

سیّدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ العزیز کو وصال فرمائے آج کم وبیش 100 (سو) سال ہو گئے ہیں۔ 100 سال بعد اس ڈھکوسلے کی اشاعت کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ دنیا کو یہ باور کرایا جائے کہ سوادِ اعظم اہلسنّت کے امام ومجدد و تاجدار، دیوبندی وہابی مولوی کے شاگرد تھے اور دیوبندی مولوی ان کے استاذ تھے۔ اس سے پہلے بھی آج سے چالیس سال قبل یہ مبنی بر کذب وافتراء مہم چلائی گئی تھی کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی دیوبند کے پڑھے ہوئے تھے اور یہ کہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے فرمایا کہ ہندوستان میں میری دو آنکھیں ہیں ایک مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور ایک مولانا رشید احمد گنگوہی۔ ہم نے ثابت کیا تھا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا ایسا کوئی ارشاد نہیں اور اعلیٰ حضرت ایک منٹ بھی مدرسہ دیوبند میں نہیں پڑھے بلکہ آپ کا وہاں جانا بھی ثابت نہیں ہے۔

راد کو اس کا راوی گائیں
کیا بے پر کی اُڑاتے یہ ہیں

''الخیر'' کے مراسلہ نگار مدرس خیر المدارس نے یہ جو بے پر کی اڑائی ہے اس کا کوئی ثبوت مستند یا غیر جانبدار معتبر کتب کے حوالہ سے نہیں ہے جس طرح سیّدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی ایک ہزار سے زائد تصانیف مبارکہ ہیں۔ اسی طرح ماشاء اللہ وبفضلہٖ تعالیٰ اب سیّدنا اعلیٰ حضرت کی ایک ہزار سے زائد سوانح عمریاں ہیں اور حیاتِ اعلیٰ حضرت ومقامِ اعلیٰ

حضرت پر ایک ہزار سے زائد کُتب ورسائل بھی شائع ہو چکے ہیں۔ان میں اس ڈھکوسلے اور کذب صریح پر مبنی مفروضے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ان لوگوں کو اس قسم کے دروغ بے فروغ میں مزہ آتا ہے۔

یہ نادان انجان بھولے ہیں ایسے
کہ بس شیوہ دشمنی جانتے ہیں
بڑے پاکباز اور بڑے پاک طینت
جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

''الخیر'' کے مراسلہ نگار اور اور خیر المدارس کے مفتری استاذ نے اپنی جان میں کوئی بڑا تیر مارا ہے اور یہ لرزہ خیز انکشاف کر کے کوئی منفرد کارنامہ سرانجام دیا ہے۔یہ اس بیچارے مراسلہ نگار کی وقعت وحیثیت ہی کیا ہے؟ یہ تو لکیر کا فقیر ہے جو مکھیاں کتاب ''تاریخ دارالعلوم دیوبند'' کے باپردہ نقاب پوش مصنف نے ماری تھیں وہ مراسلہ نگار مولوی عابد صاحب،استاذ خیر المدارس نے آنکھیں بند کر کے لکھ دیں۔''الخیر'' میں جو شرمناک مراسلہ شائع کیا وہ بعینہٖ وبلفظہ ''تاریخ دارالعلوم'' کے پاکستانی وبھارتی ایڈیشن میں جوں کا توں موجود ومرقوم ہے جو سرخی ان کی وہی سرخی ان کی،جو فقرے جملے ان کے وہی فقرے اور جملے ان کے

نام ہی کا فرق ہے،تصویر ہے دونوں کی ایک

ملاحظہ ہو: مولانا محمد یٰسین سرہندی ثم بریلوی کے زیر عنوان لکھا ہے:بستی متصل سرہند کے رہنے والے تھے اولاً احمد حسن کان پوری سے پڑھا،پھر دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔حضرت شیخ الہند (یعنی مولوی محمود الحسن) کے تلامذہ میں سے تھے۔پہلے مدرسہ فیض عام کانپور میں درس دیا۔پھر ۱۳۱۲ھ میں بریلی چلے گئے۔وہاں مدرسہ اشاعت العلوم قائم کیا۔نہایت نیک نفس اور مرنجان مرنج مگر بے حد صاف گو عالم تھے۔ساری عمر درس وتدریس میں مصروف رہے۔روہیل کھنڈ میں ان کا علمی فیض مدتوں تک جاری رہا اور آج بھی ان کا جاری کیا ہوا مدرسہ تشنگانِ

علوم کو سیراب کر رہا ہے۔ان کے بڑے صاحبزادہ مولانا عبدالرشید مرحوم کا بیان ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی ابتدائی کتب میں ان کے شاگرد تھے اور مولانا خیر محمد صاحب جالندھری بھی ان کے حلقہ تلامذہ میں شامل تھے۔۷صفر ۱۳۶۳ھ میں وفات پائی اور بریلی ہی میں جس کو انہوں نے وطن بنا لیا تھا اپنے مدرسہ ہی میں دفن ہوئے۔(تاریخ دارالعلوم دیوبند،ج۲،ص۶۴)

ضروری وضاحت: مدیر مجلہ ''الخیر'' اور مراسلہ نگار کو معلوم ہونا چاہیے۔

نمبر1: سرہند شریف کے قریب بستی کا نام بسی شریف ہے جہاں مشہور وممتاز روحانی پیشوا حضرت خواجہ میاں علی صاحب چشتی نظامی علیہ الرحمۃ تھے وہاں کے گاؤں کا نام بسی شریف ہے بستی نہیں ہے۔یہ ''الخیر'' اور مراسلہ نگار کی بھول اور سراسر لاعلمی ہے۔

نمبر2: مولوی محمد یٰسین ابتداً سنی بریلوی اور افکار وعقائد کے حامل استاذ الاساتذہ علامہ احمد حسن صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے مگر افسوس کہ ''الخیر'' اور مراسلہ نگار نے علامہ احمد حسن کانپوری علیہ الرحمۃ کو عامیانہ انداز میں احمد حسن کانپوری لکھا ہے۔مولوی محمد یٰسین کے استاذ کو رحمۃ اللہ علیہ بھی نہیں لکھا اور اپنے دیوبندی وہابی مولوی کو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے جبکہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے مولانا احمد حسن صاحب کانپوری کی بابت فرمایا:ان کی نسبت اچھی ہے۔(قصص الاکابر،ص۹۳)

جبکہ تھانوی حکیم الامت صاحب نے ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا: میرا مسلک حضرت مولانا محمود الحسن کے مسلک سے ظاہراً مختلف تھا،ڈھکا چھپا نہ تھا۔

(الافاضات الیومیہ،ص۵۹و۲۲۹،قصص الاکابر،ص۲۰۵)

تھانوی صاحب لکھتے ہیں: اکثر لوگ حضرت مولانا (محمود الحسن صاحب) دیوبندی کو فخر سے شیخ الہند کہتے ہیں۔نسبت بھی کی تو کفر کے ملک سے کی،یہ کون سے فخر کی بات ہے؟ اصل میں یہ (شیخ الہند) نیچریوں کا لقب تجویز کیا ہوا ہے مگر افسوس اپنی جماعت کے لوگ بھی بڑے فخر سے شیخ الہند کہتے ہیں۔ملخصاً (الافاضات الیومیہ،ص۹۶و۲۸۵،قصص الاکابر،ص۲۰۵)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

لیکن اس کے برعکس تھانوی صاحب کے خلیفہ ومرید جالندھری صاحب کے خلف اور مدرسہ کے استاذ اور ''تاریخ مدرسہ دیوبند'' کے مرتب اپنے حکیم الامت کے برعکس ان کے مسلکی مخالف کو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ لکھتے اور کہتے ہیں۔بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ہمیں اصل میں جو کچھ واضح کرنا ہے وہ یہ ہے

خامہ کس قصد سے اُٹھا تھا کہاں جا پہنچا

آمدم برسرِ مطلب

اولاً تو مدیر ''الخیر'' اور مراسلہ نگار کو چاہیے کہ وہ اپنے اتنے بڑے دعویٰ پر کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی ،مولوی محمد یٰسین دیوبندی وہابی کے شاگرد تھے ،کوئی معقول ومستند دلیل لائیں۔دوم وہ کم از کم اتنا تو کریں کہ مولانا امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے جو خطوط مولوی عبدالرشید کے پاس محفوظ ہیں وہ فوٹو کرکے من وعن شائع کردیں۔سوم یہ بھی بتائیں کہ جب اعلیٰ حضرت سیّدنا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ بھی بریلی شریف میں تھے اور مولوی محمد یٰسین صاحب بھی سرائے خام محلّہ بریلی میں تھے تو ڈاک کے ذریعہ خطوط ارسال کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

سب سے اہم بات یہ ہے کہ امام اہلسنّت ،اعلیٰ حضرت ،مجددِ دین وملت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز تو تیرہ سال دس ماہ کی عمر شریف میں ۱۲۸۶ھ میں تمام درسیات جملہ علوم وفنون پڑھ کر فارغ ہو چکے تھے ،زبر وبینات سے تعویذ تاریخ اور دوسرا مادہ تاریخ بحساب ابجد غفور ہے یعنی سن فراغت از تحصیل علوم ۱۲۸۶ھ ہے تو پھر عقل وشعور اور فہم وفراست کی دنیا میں بقائمی ہوش وحواس کوئی کس طرح یہ تسلیم کرے گا کہ ۱۲۸۶ھ میں جملہ علوم وفنون سے فارغ التحصیل ہونے والا عالم ۱۳۱۲ھ میں مولوی محمد یٰسین صاحب سے ابتدائی درسی کتب پڑھ رہا تھا اس پر بجز ''لعنة اللّٰہ علی الکاذبین '' کے اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ ثبوت وحوالہ جات کے لئے دیکھو ''حیات اعلیٰ حضرت مظہر المناقب'' جلد اول ،ص۳۳ ،مطبوعہ کراچی ومطبوعہ لاہور، از ملک العلماء مولانا

محمد ظفر الدین فاضل بہاری قدس سرہ اور دیکھو سوانح مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور دیکھو مجدد اسلام از علامہ مفتی بدرالدین احمد گورکھپوری وعلامہ محمد صابر القادری نسیم بستوی ومعارفِ رضا۔ماہنامہ المیزان بمبئی امام احمد رضا وغیرہم بکثرت کتب سوانح میں سنِ فراغت از جملہ علوم وفنون ۱۲۸۶ھ مرقوم وموجود ہے۔خدا جانے ان کے کان میں کس ٹیچی ٹیچی نے ۱۳۱۲ھ ابتدائی کا دور ڈال دیا؟ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون

کذب و افتراء ان کی روحانی غذا ہو گیا
خدا جانے ان کو کیا ہو گیا

کان کھول کے سنو اور آنکھیں کھول کے پڑھو۔سیّدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کے اساتذہ میں صرف یہ اساتذہ کرام ہیں:

(۱) قرآن مجید ناظرہ کے ایک مقامی بزرگ استاد

(۲) مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے میزان ومنشعب وغیرہ چند کتب پڑھیں ابتدائی چند کتب کے بعد تمام کتب دینیات ودرسیات کی تکمیل اپنے عظیم وجلیل فاضل محقق والد رئیس الاتقیاء علامہ مفتی محمد نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی متولد ۱۲۴۶ھ متوفی ۱۲۹۶ھ سے فرمائی۔علمِ جفر حضور سیّدنا سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ اور دیگر علوم وکتب تصوف خسرو اولیاء سیّدنا سیّد شاہ آل رسول قادری برکاتی رضی اللہ عنہ سے پڑھیں۔آپ کے عظیم وجلیل اساتذہ میں گنتی کے یہ چند ۵ نفوسِ قدسیہ ہیں جن میں مولوی محمد یٰسین دیوبندی وہابی کا کہیں نام ونشان نہیں ملتا۔یہاں اس ناپاک الزام کا بھی صفایا کرتا چلوں کہ سیّدنا اعلیٰ حضرت کے بابرکت اساتذہ میں ایک ۸۰ سالہ بزرگ مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف کے ساکن تھے۔ بعد میں کلکتہ (ہوڑہ) چلے گئے ہمارا مدمقابل طائفہ دیوبندی وہابی غیر مقلد عاقبت نا اندیشی کے باعث عامہ مسلمین جمہور اہلسنّت کو دھوکہ دینے کے لئے چھاپ دیا کرتے ہیں کہ خاں صاحب بریلوی ،مرزا غلام احمد قادیانی دجال کے چھوٹے بھائی مرزا غلام قادر کے شاگرد تھے۔معاذ اللہ

مرتد قادیانی صرف مرزا غلام قادر قادیانی تھا جبکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے استاد مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی تھے۔ وہ قادیانی تھا، یہ بریلوی تھے۔ وہ قادیانی ۴۵ سال کی عمر میں دنیا نگر پنجاب میں تھانیداری سے معزول ہوکر مرا اور جہنم رسید ہوا اور یہ بریلوی بزرگ کلکتہ تشریف لے جاکر سو سال سے زائد عمر پاکر فوت ہوئے۔ وہ مرزا غلام احمد کو نبی ماننے والا تھا یہ اسے دجال و مرتد ماننے والے تھے مگر یہ لوگ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکتے اور کھلم کھلا دھوکہ دیتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خان مرزا قادیانی کے بھائی مرزا غلام قادر کے شاگرد تھے۔ کبھی کہتے ہیں مرزا قادیانی کے بھائی سے پڑھا، کبھی کہتے ہیں مولوی محمد یٰسین دیوبندی وہابی سے پڑھا، وہ بھی جھوٹ یہ بھی جھوٹ ''لعنة اللّٰه علی الکاذبین'' جھوٹے کی پہچان، مان نہ مان میں تیرا مہمان۔

اور سنیے بار بار سنیے بغور پڑھیے: مولانا مولوی محمد حسین صاحب چشتی نظامی فخری موجد طلسمی پریس میرٹھی ثم الاجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ۱۴ شوال ۱۳۲۲ھ، ۱۳ اگست ۱۹۴۷ء کو میری عمر ۴۷ سال ہے، ۱۳۱۲ھ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی نقل فتاویٰ کی خدمت انجام دیتا تھا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۳۰)

بتایا جائے کہ سیّدنا امام احمد رضا فاضلِ بریلوی کیا ۱۳۱۲ھ میں ان پڑھ ہوکر فتاویٰ لکھتے تھے؟ یا پھر جملہ درسِ نظامی کی کتب کی تکمیل کے بعد ۱۳۱۲ھ میں از سرِ نو مولوی محمد یٰسین دیوبندی سے ابتدائی درسی کتب پڑھنے لگے تھے۔ کچھ تو عقل سے کام لو۔

یاد رکھو اور اپنی ریاضی دانی کا ماتم کرو

۱۲۸۶ھ میں سیّدنا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ تمام درسیات جملہ فنون سے فارغ التحصیل ہوتے ہیں اور مولوی محمد یٰسین خود ان کے اپنے بقول ۱۳۱۲ھ میں کانپور، دیوبند کا چکر کاٹ کوٹ کے بریلی آتے ہیں۔ کیا آتے ہی اعلیٰ حضرت کو پڑھانا شروع کر دیا تھا؟ غور کرو سوچو سمجھو۔ سن ۱۲۸۶ھ تا ۱۳۱۲ھ تک ۲۶ سال بنتے ہیں اور فارغ ہونے کے وقت سیّدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی

عمر شریف ۱۴ سال تھی۔ چودہ سال میں ۲۶ سال جمع کرو بتاؤ چالیس بنتے ہیں یا نہیں؟ دماغ پر زور دے کر بتاؤ کہ کیا سیّدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے چالیس سال کی عمر میں ابتدائی کتب مولوی محمد یٰسین سے پڑھنی شروع کی تھیں؟ بتاؤ عقل سے فارغ ہو یا عقل میں دیوبند ہے؟ تعجب ہے کیا جھاڑو کی سینک سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے نیزہ کی مار کا جواب دینا چاہتے ہو؟ سچ ہے اور حق ہے کہ

تیرے اعداء میں رضا کوئی بھی منصور نہیں
بے حیا کرتے ہیں کیوں شور بپا تیرے بعد

پڑھتا جا شرماتا جا

سیّدنا اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت قدس سرہ کو مولوی محمد یٰسین کا شاگرد بتانے والے کی عقل کیا بالکل ہی چوپٹ ہوگئی؟ دیدہ دلیری اور سینہ زوری سے لکھتے ہیں کہ ۱۳۱۲ھ میں مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے مولانا محمد یٰسین دیوبندی سے ابتدائی درسی کتب پڑھیں۔ اب دیکھئے اور قلب و جگر کو مجتمع کر کے پڑھئے کہ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت نے ۱۳۱۱ھ میں طویل و ضخیم کتاب ''الامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء'' ارقام فرمائی جس کا سنِ تالیف بحساب ابجد ۱۳۱۱ھ ہے اور ''اکمال الطامه علی شرك سوی بالامور العامه'' سن تالیف بحساب ابجد ۱۳۱۱ھ ہے اور اسی طرح طویل و ضخیم کتاب ''حیاة الموات فی بیان سماع الاموات'' کے دیباچہ میں ص ۳ پر ۱۳۱۵ھ لکھا ہے تو کیا سیّدنا اعلیٰ حضرت نے اپنی تعلیم کی ابتدا و آغاز سے علی الترتیب ایک سال اور سات سال سے پہلے کتابیں لکھنا شروع کر دی تھیں؟

آیئے ملاحظہ فرمایئے! یہ ہے سیّدنا اعلیٰ حضرت کا عالمگیر آفاقی شہرت کا حامل فتاویٰ بنام تاریخی ''العطایا النبویه فی الفتاویٰ الرضویه''۔ اس میں صفحہ ۴۸ پر ایک استفتاء بتاریخ ۳۰ ربیع الاوّل شریف ۱۳۰۸ھ کا جواب ہے۔ ایک استفتاء بتاریخ ۴ ذیقعدہ ۱۳۰۸ھ، پھر ایک اور استفتاء

۲۰ ذیقعدہ ۱۳۰۸ھ کے جوابات ہیں۔اسی طرح بکثرت فتاویٰ اعلیٰ حضرت ۱۳۱۳ھ سے پہلے کے ہیں اور فتاویٰ کے آخر میں سیّدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قلم فیض رقم سے آخر محرم الحرام ۱۳۰۷ھ ہے۔اگر حضور سرکار اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت کے فتاویٰ رضویہ شریف کی تیس طویل وضخیم کتابوں جلدوں کا مطالعہ کیا جائے ہزاروں فتاویٰ ایسے ملیں گے جس میں وہابیہ الخیر کی بتائی ہوئی تاریخ ابتداء تعلیم ۱۳۱۲ھ سے پہلے اور بہت پہلے کے تحریر فرمودہ ہیں۔اسی طرح اگر ہمیں اختصار مانع نہ ہوتا اور آپ کی سینکڑوں کتابوں کا سنِ تالیف معلوم کرتے تو زیادہ نہیں سوڈیڑھ سو کتابیں تو ضرور ایسی ملتیں جن کا سنِ تالیف ''الخیر'' اور ''تاریخ دار العلوم دیوبند'' کے مرتب کی بتائی ہوئی تاریخ ۱۳۱۲ھ سے بہت پہلے کا ہے۔اب ماہنامہ ''الخیر'' کا مدیر اعلیٰ اور مراسلہ نگار خود بتائیں کہ کیا امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے اپنے تحصیلِ علم کے آغاز ۱۳۱۲ھ سے پہلے اور بہت پہلے بلکہ کیا ولادت شریف سے بھی پہلے کتابیں اور فتاویٰ تحریر فرمانے شروع کردیئے تھے۔یہ تو اعلیٰ حضرت،عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کی روشن ودرخشاں کرامت ہوئی کہ اپنی تعلیم کے آغاز اور تعلیمی ابتداء اور بسم اللہ خوانی سے پہلے کتابیں اور فتاویٰ لکھنے شروع فرمادیئے تھے؟ بتاؤ اب آپ کے اس مفروضہ اور ڈھکوسلا کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے کہ ۱۳۱۲ھ میں مولوی محمد یٰسین دیوبندی وہابی بریلی آئے اور مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی ابتدائی کُتب میں ان کے شاگرد تھے اور مولانا احمد رضا خان صاحب مولانا محمد یٰسین دیوبندی کو بڑے ادب آمیز لہجہ میں خط لکھا کرتے تھے

کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے

ویسے بھی دنیا جانتی اور مانتی ہے کہ ابلیس لعین مردود معلم الملکوت تھا تو جب وہ مردود ہوگیا،راندۂ درگاہِ الٰہی ہوا تو نا قابلِ تعظیم وقابلِ عبرت رہا۔

یاد رہے کہ تحذیر الناس، براہینِ قاطعہ،حفظ الایمان،فتویٰ امکانِ کذب باری تعالیٰ، فتویٰ وقوع کذب باری تعالیٰ پر اکابر علماء حرمین طیبین کے فتاویٰ مبارکہ کے بعد بنیادی اوراُصولی

اختلافات کے بعد بریلی شریف میں اعتقادی ونظریاتی فاصلے بہت زیادہ ہوگئے جس میں اصل بنیادی مسئلہ توہین اور تکفیر نمایاں رہا۔

۲۵۔۱۳۲۴ھ میں حرمین طیبین کے اکابر ومقتدر علماء وفقہاء اوراعاظم ائمہ ومحدثین ومفتیانِ کرام کے حکمِ شرعی سے پہلے فروعی،جزوی اختلافات تو تھے مگر اجتناب واحتراز کُلّی نہ تھا اسی بنیاد پر مولوی محمد یٰسین دیوبندی،سنی بریلوی افکار ونظریات کے حامل اور امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کے نہایت قریبی دوست اور معتقد ومخلص استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھنے کو گئے اور جملہ علوم وفنون اور درسِ نظامی کی تعلیم وتکمیل کانپور میں کی۔یہ بات محض ہماری ہوائی فائرنگ نہیں ہے۔اس کا ناقابلِ تردید ریکارڈ وشواہد موجود ہیں۔ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین احمد فاضل بہاری مؤلف صحیح البہاری رحمۃ اللہ علیہ جو ابتدائی کتب میں مولوی محمد یٰسین کے شاگرد ہیں،رقمطراز ہیں:۱۳۱۲ھ میں ایک اور مدرسہ سرائے خام (بریلی شریف کا ایک محلّہ) میں قائم ہوا اور اس کے بانی استاذی مولوی محمد یٰسین صاحب پنجابی شاگردِ رشید حضرت استاذی مولانا احمد حسن صاحب کانپوری تھے۔یہ (مولوی محمد یٰسین صاحب) ایک زمانہ (کافی عرصہ) تک تو خاموشی کے ساتھ صرف درس وتدریس میں مشغول تھے۔

میرے استاذ جناب مولوی محمد یٰسین صاحب بھی انہیں لوگوں میں سے تھے کہ کانپور میں حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری سے کتابیں تمام کیں۔چند دنوں کے لئے دیوبند جا کر دورہ میں شرکت کی۔ان کی دستار بندی دیوبندیوں نے کردی تھی۔ورنہ پہلے ان کے تعلقات اعلیٰ حضرت سے بہت اچھے تھے اور اعلیٰ حضرت کو بمنزلہ اپنے استاد سمجھتے تھے اس لئے کہ حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری اعلیٰ حضرت کی بے حد عزت کرتے تھے اور بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔(مظہر المناقب،جلد اول،ص ۲۱۱)

علامہ احمد حسن کانپوری کے سرکارِ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت سے نہایت دوستانہ تعلقات

تھے اوراعلیٰ حضرت کی مساعی جمیلہ اور مسلسل کاوشوں سے حضرت مولانا احمد حسن کانپوری نے ندوہ مختلف مسالک کی کھچڑی کو چھوڑا۔ خود امامِ اہلسنّت مجددِ دین وملت فرماتے ہیں: ندہ کھچڑی پہلے بعض اہلسنّت بھی دھوکے سے اس (ندوہ) میں شامل ہوگئے تھے جیسے مولوی محمد حسین الٰہ آبادی، مولوی احمد حسن کانپوری اور مولوی عبدالوہاب صاحب لکھنوی (یہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے والد صاحب تھے) اس کی (تردیدی) اشاعتوں پر اطلاع پاکر یہ لوگ (ندوہ سے) علیحدہ ہوگئے۔ مولانا احمد حسن صاحب مرحوم ندوہ کا عظیم آباد کے (جلسہ) کے بعد بریلی تشریف لائے۔ شعبان کا آخری عشرہ تھا، میں اپنی مسجد میں معتکف میں نے (ان کی آمد کی) خبر سن کر خط لکھا، جس میں القاب یہ تھے: ''احمدالسیرہ حسن السیریرة غیرشرکة الندوة المسیرة ''اس میں احمد حسن نام بھی نکلا اور معنی یہ ہوئے کہ آپ کی خصلت محمود اور طینت مسعود مگر ندوہ تباہ کن کی شرکت مردود، میری ان کی دوستی تھی۔ ان القاب کو دیکھ کر بہت ہنسے اور میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں نے اس سے توبہ کرلی ہے اور عین جلسہ میں مولوی محمد علی ناظم ندوہ سے یہ کہہ کر اُٹھا ہوں ''مولوی صاحب آپ اس مجمع کو دیکھتے ہیں یہ سب جہنم میں جائے گا اور ان کے آگے میں اور آپ ہوں گے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص ۲۳۱)

تو ثابت کیا ہوا کہ سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی مولوی محمد یٰسین دیوبندی کے شاگرد نہیں بلکہ مولوی محمد یٰسین دیوبندی سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دوست اور ان کے ہم مسلک وہم عقیدہ سنی بریلوی افکار کے حامل مولانا احمد حسن کانپوری کے شاگرد تھے اور بانی خیرالمدارس جو مولوی محمد یٰسین صاحب کے شاگرد تھے، وہ سنی بریلوی عالم دین مولانا احمد حسن کانپوری کے پوتے شاگرد یعنی نبیرہ شاگرد ہوئے۔ ان شواہد سے ثابت ہوا کہ خیرالمدارس کے تمام فضلاء فارغ التحصیل علماء جو مولوی خیرمحمد صاحب جالندھری کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں وہ سیّدنا اعلیٰ حضرت کے دوست اور سنی بریلوی عقائد وافکار کے حامل وعامل علامہ احمد حسن کانپوری مرحوم کے شاگردوں کے شاگرد اور پھر شاگردوں کے شاگرد ہیں

الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مجلّہ ''الخیر'' نے تو محض ایک مفروضہ چھوڑا کہ سیّدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ مولوی محمد یٰسین کے ابتدائی کتابوں میں شاگرد تھے یہ ڈھکوسلا ایک کمزور سہارا ہے کہ دنیا کو یہ باور کرایا جائے کہ اہلسنّت کے امام ومجدد دیوبندی وہابی علماء کے شاگرد تھے اور وہابی ان کے استاد تھے اگر یہی بات ایک دلیل ہے تو سنئے جناب نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند کے دادا جان محمد بخش اور ان کے آباؤاجداد میں میاں شیخ محمد بخش اور ان کا بھائی خواجہ بخش ہیں اور جناب گنگوہی صاحب کے دادا جان قاضی پیر بخش صاحب اور انہی گنگوہی صاحب کی والدہ ماجدہ کے والد یعنی گنگوہی صاحب کے نانا فرید بخش تھے۔ (دیکھو سوانح قاسمی، جلد اول، ص ۲۵، ۱۱۳، ۱۱۵)

یہ سب نام سنی بریلوی طرز کے ہیں جبکہ فتاویٰ رشیدیہ، تقویۃ الایمان، امداد الفتاویٰ کی روشنی میں یہ سب نام شرک پر مبنی ہیں۔ تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ تمام اکابر دیوبند، بریلوی بزرگوں کی اولاد ہیں؟ علاوہ ازیں جنابِ گنگوہی صاحب کے اساتذہ میں مولوی محمد بخش صاحب رام پوری اور مولوی محمد غوث صاحب اور مولوی قلندر بخش صاحب تھے۔ (تذکرۃ الرشید ص ۲۶، ۲۷)

یہ سب نام سنی بریلوی طرز پر ہیں اور وہابیہ کے ہاں مبنی بر شرک ہیں۔ اب فرمایئے دیوبندی بریلوی علماء کے شاگرد ہیں یا نہیں؟

ہماری گزارش یہ ہے کہ امامِ اہلسنّت، سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے متعلق صریح کذب بیانی اور اتہام طرازی سے کام کیوں لیا جاتا ہے؟ جو ہمیں وضاحت کرنی پڑی۔ ماہنامہ ''الخیر'' اور ''تاریخ دارالعلوم دیوبند'' تو ۶۵ سال کے بعد آج یہ نئے الزام تراشی کررہے ہیں لیکن آج سے کم وبیش ایک سو سال قبل مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے ''تذکرۃ الرشید'' میں خوفِ خدا اور عذابِ آخرت سے بے نیاز ہوکر یوں الزام تراشی کی تھی ''مولوی احمد رضا صاحب کو مرضِ جذام لاحق ہوا اور خون میں فساد آیا۔ بریلوی مولوی کوڑھی ہوگئے'' ملخصاً (تذکرۃ الرشید، جلد ۲، ص ۸۲، ۸۳)

لہٰذا اس کذب قبیح کا جواب ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین فاضل بہاری رحمۃ اللہ علیہ کو حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص۷۰، ۷۱ پر دینا پڑا۔ ہم کہتے ہیں ایسی دروغ گوئی سے کیوں کام لیا جاتا ہے؟ ہم اپنے دفاع کی پوزیشن میں ہیں۔ ہمیں اپنے دفاع کا حق حاصل ہے اس لئے یہ ضروری وضاحت کررہے ہیں

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں
دوسروں کے عیب بیشک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشمِ عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

کانگریسی گاندھوی صدر و شیخ الحدیث کی کذب بیانی واتہام طرازی ملاحظہ ہو: وہ امامِ اہلسنّت، سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کے دلائل وحقائق سے بےبس اور عاجز ہوکر سینہ زوری سے عذابِ قبر وحشر وآخرت سے بے نیاز ہوکر بے دھڑک دروغ گوئی سے کام لیتا ہوا لکھتا ہے اور وہمی خیالی اختراعی کتابوں کے حوالے دیتا ہوا لکھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت، سیّدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ کے جد طریقت سیّدنا سیّد شاہ حمزہ قادری مارہروی قدس سرہٗ کے ذمہ ایک فرضی کتاب ''خزینۃ الاولیاء'' اور اعلیٰ حضرت کے جد امجد امام العلماء مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب قدس سرہٗ کے ذمہ ایک فرضی کتاب ''ہدایۃ الاسلام'' اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے والد ماجد رئیس الاتقیاء مولانا مفتی علامہ شاہ نقی علی خاں صاحب قدس سرہٗ کے ذمہ دیدہ دانستہ ایک فرضی خیالی کتاب ''تحفۃ المقلدین'' اور ایک کتاب ''ہدایۃ البریۃ'' اور ایک وہمی خیالی فرضی کتاب حضور غوث الثقلین، قطب الکونین غوث اعظم، غوث الارض والسماء سیّدنا شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ذمہ ''مراۃ الحقیۃ'' لگائی۔ ان پانچوں کتابوں کے صفحہ وسطر ومطبوعہ تک فرضی لکھ دیئے۔ (دیکھو الشہاب الثاقب، ص۹۸ و۹۹، مطبوعہ دیوبند، یوپی)

اس افتراء پردازی کا مدلل ومسکت جواب فتاویٰ رضویہ جلد دوم میں دیا گیا اور فاضلِ اجل محقق بے بدل علامہ شاہ محمد اجمل سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ نے حقائق الدین ورد الشہاب الثاقب میں دیا اور فقیر قادری گدائے رضوی نے محاسبہ دیوبندیت جلد دوم میں مدلل ومفصل طویل معرکۃ الآراء جواب دیا جس کے جواب الجواب کی کسی کو جرأت وہمت نہ ہوئی اور ان کا ہر آنے والا نومولود مصنف نئے سے نئے الزام تراشی کردیتا ہے۔

جب وہ پوچھے گا سرِ محشر بلا کے سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

معروضاتِ مذکورہ بالا کا ماحصل یہ نکلا کہ ہمارے مدمقابل طائفہ کو بے دریغ جھوٹ بولنے کا چسکا پڑا ہوا ہے اور صریح کذب وافتراء کرنے کا بہت بہت ملکہ ہے اور خود بدولت سرکارِ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو بھی مدت العمر، ان سے یہ شکایت رہی۔ ان کے دلائل قاہرہ کی مار سے عاجز آکر افتراء ہی کیا کرتے ہیں۔ امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ خود ارقام فرماتے ہیں: ''ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دھاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علماءِ اہلسنّت کے فتویٰ تکفیر کا کیا اعتبار؟ یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں۔ ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسماعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا، مولوی اسحاق صاحب کو کہہ دیا، مولوی عبدالحئی صاحب کو کہہ دیا، پھر جن کی حیاء اور بڑھی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا، شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا، حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا، مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب کو کہہ دیا تھا، جو پورے ہی حد حیا سے اونچے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کہہ دیا۔ غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں نے اسے کافر کہہ دیا یہاں تک ان میں کے بعض بزرگوں نے مولوی شاہ محمد حسین صاحب الٰہ آبادی مرحوم ومغفور سے جاکر جڑ دی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ جنتِ عالیہ عطا فرمائے۔ انہوں نے آیۃ کریمہ ''اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ'' پر عمل فرمایا۔ خط لکھ کر

دریافت کیا یہاں سے رسالہ ''نجاالبری عن وسواس المفتری '' لکھ کرارسال ہوا مولانا (محمد حسین الہ آبادی) نے مفتری کذاب پر لاحول شریف کا تازیانہ بھیجا الغرض ایسے ہی افتراء اُٹھا کرتے ہیں۔تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے ''اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَایُؤْمِنُوْنَ '' جھوٹے افترا وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے ۔(تمہید ایمان،ص۴۰،۴۱)

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ آج بفضلہٖ تعالیٰ مجددِ اعظم ،امامِ اہلسنّت ،اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ کی عظمت اور جلالتِ شان کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بج رہا ہے۔میری حقیر معلومات کے مطابق روئے زمین پر ۴۵ سے زائد ممالک میں اعلیٰ حضرت ،عظیم البرکت کا عرس سراپا قدس یومِ رضا ،امام احمد رضا کانفرنسوں ،یومِ مجدد اعظم ،عرسِ مجددِ اعظم ،امامِ اہلسنّت کانفرنس کی صورت میں منایا جاتا ہے ۔پاک وہند کے ایک ایک شہر میں کئی کئی جگہ عرسِ قادری رضوی ویومِ رضا کے پروگرام فیض بخش عام ہوتے ہیں۔سیّدنا اعلیٰ حضرت کے نام پر ہزاروں مدارسِ دینیہ اسلامیہ قائم ہیں جس طرح خود بدولت سرکارِ اعلیٰ حضرت کی اپنی ایک ہزار سے زائد تصانیفِ مبارکہ ہیں اسی طرح اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت قدس سرہٗ کی سیرت مقدسہ وحیاتِ طیبہ پر بھی ایک ہزار سے زائد تصانیف لکھی جاچکی ہیں ان کے نامِ نامی پر ہزاروں ادارے قائم ہیں ان کی یاد میں ان کے نام پر پچاسوں دینی مذہبی رسالے شائع ہورہے ہیں۔اگر مولوی محمد یٰسین صاحب دیوبندی اعلیٰ حضرت کے استاذ ہوتے وہ کیوں گوشہ گمنامی میں چلے گئے؟ان کا تو کہیں شہرہ و چرچا نہیں ،انہیں تو کوئی محلّہ سرائے خام یا خام سرائے سے آگے خود شہر بریلی شریف کی فضاؤں میں کوئی نہیں جانتا۔سیّدنا اعلیٰ حضرت کی سندیں دنیا بھر کے مرکزی دینی مدارسِ عربیہ میں دی جاتی ہیں ۔اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے خلفاء کی خلافتیں آج دنیا بھر کے علماء ومشائخ کے پاس ہیں اور ایک زمانہ فیض یاب ومستفید ہورہا ہے مگر سرائے خامی کو کوئی جانتا ہی نہیں اور حق اور سچ یہی ہے

احمد رضا کا تازہ گلستان ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی
سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

اور یہ کہ

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے
اگلوں نے تو لکھا ہے بہت علمِ دین پر
جو کچھ بھی اس صدی میں ہے سارا رضا کا ہے

اور یہ کہ

اے رضا روز ترقی پہ ہے چرچا تیرا
اوج اعلیٰ پہ چمکتا ہے ستارا تیرا
اہلسنّت کے دلوں میں ہے محبت تیری
دشمن دین کو سدا رہتا ہے کھٹکا تیرا

(ماخوذ ماہنامہ فکر سوادِ اعظم ،فیصل آباد)

﴿پانچواں مضمون﴾

سیّدنا پیر خواجہ صاحب گولڑوی پر افتراءات کا تعاقب

سچ کہو، سچ لکھو، سچ کی باتیں کرو

ہمیں بے حد افسوس ہے کہ جریدہ الخیر ملتان مسلسل اکابر علماء ومشائخ اہلسنّت پر افتراءات کا ارتکاب کر رہا ہے اور اپنے مذموم مقاصد کے لئے حقائق کو مسخ کرنا اس کا مستقل نصب العین بن گیا ہے۔ پہلے اس نے ربیع الاوّل شریف ۱۴۳۵ھ جنوری ۲۰۱۴ء کی اشاعت میں امامِ اہلسنّت ،محدثِ اعظم پاکستان حضرت قبلہ شیخ الحدیث امام ابوالفضل علامہ محمد سردار احمد صاحب محدثِ بریلوی بانی جامعہ رضویہ مظہر اسلام پر یہ افتراء کیا کہ انہوں نے سب سے پہلے پاکستان میں صلوٰۃ وسلام کی ابتداء مرزائی مردود قادیانی سابق وزیر خارجہ مسٹر ظفر اللہ سے پیسوں کی تھیلی لے کر کی۔ ہمیں اس کی ذلیل وخبیث افتراء کا مدلل ومحقق جواب ''آہ یہ کذب صریح یہ افتراء قبیح'' اور ''بوڑھے جھوٹ کا تحقیقی جواب'' کے عنوانات سے ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ماہنامہ السعید ملتان، ماہنامہ مصلح الدین کراچی میں جواب آں غزل کے طور پر دینا پڑا۔ ماہنامہ الخیر ملتان اور ان کے پورے خیر المدارس سے اس کا برائے نام بھی جواب نہ بن پڑا۔ بہتر تھا حیا کرتے اور مزید دروغ گوئی سے کام نہ لیتے مگر شیطان ان کو کب فارغ بیٹھنے دیتا ہے لہٰذا خوفِ خدا (جل جلالہ) عذابِ آخرت سے بے نیاز ہو کر اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کرنے کے لئے ماہنامہ الخیر ملتان نے اپنے محرم الحرام ۱۴۳۷ھ نومبر ۲۰۱۵ء کی اشاعت میں صفحہ ۳۴ پر یہ شرمناک الزام لگا کر اپنی آخرت خراب کی کہ اہلِ حق اہلسنّت کے مسلمہ امام ومجدد مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ، مولوی محمد یٰسین سرہندی دیوبندی وہابی کے شاگرد تھے اور مولوی محمد یٰسین دیوبندی سیّدنا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجددِ دین وملت قدس سرہٗ العزیز کے استاد تھے۔

یہ بھی ایک اندھا بہرہ گونگا جھوٹ تھا ہمیں مجبوراً بادل نخواستہ اس کا حقائق افروز تحقیقی جواب دینا پڑا جو متعدد سنی رسائل وجرائد میں چھپ کر شائع ہوا۔ افسوس صد افسوس اس الزام برائے الزام کا معقول جواب الجواب جریدہ الخیر اور اہلِ خیر المدارس سے نہ بن پڑا۔ نہ توبہ اور رجوع کی توفیق نصیب ہوئی یا توبہ مقدر میں نہیں تھی۔ اگر انہیں خوفِ خدا، شرمِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، عذابِ آخرت کا خوف ہوتا تو توبہ ورجوع کر کے خاموشی اختیار کرتے مگر پھر رگ شرارت پھڑکی۔ اب تازہ شمارہ ماہنامہ الخیر میں پھر وہی جھوٹ کی راگنی مشہور وممتاز موقر سنی شیخ طریقت قبلہ عالم سیّدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہٗ العزیز کے ذمہ بے تحاشہ وبے دغدغہ یہ لگایا کہ دہلوی قتیل بالاکوٹی مصنف تحذیر الناس نانوتوی، امکان ووقوع کذب کا حامل زاغ معروفہ والا گنگوہی اور براہینِ قاطعہ کا مصنف انبیٹھوی اور حفظ الایمان کا مصنف تھانوی اگر یہ پانچ بزرگ مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں اور جو امام ان پانچ بزرگوں کی تکفیر کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

(ماہنامہ الخیر ملتان، جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ، مارچ ۲۰۱۶ ملخصاً)

اتنے بڑے دعویٰ پر دلیل کیا ہے وہ حضرت قبلہ عالم سیّدنا خواجہ پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کی اپنی کسی کتاب، کسی رسالہ سے نہیں ہے۔ (بطور حوالہ شمشیر برفتنہ پنج پیر، مؤلفہ مولوی غریب اللہ)

یہ کتاب مؤلفہ مولوی غریب اللہ اور یہ مدرسہ دار العلوم مجددیہ ان کا اپنا ہی ہے گویا دعویٰ بھی گھر سے اور دلیل بھی اپنے گھر سے یعنی اپنے منہ میاں مٹھو۔ کیا یہ کتاب ''شمشیر برفتنہ تکفیر'' حضرت سیّدنا مہر علی صاحب علیہ الرحمۃ کی اپنی تصنیف ہے؟ یا آپ کے صاحبزادہ والا جاہ یا آپ کے جانشین یا گدی نشین کی تصنیف ہے؟ یا آپ کے کسی معتمد خلیفہ یا تلمیذ کی تصنیف ہے؟ یا یہ مولوی غریب اللہ حضرت قبلہ عالم گولڑوی کے مرید وخلیفہ یا جانشین وسجادہ نشین ہیں۔ کیا یہ گولڑہ شریف کی درگاہ کے دار العلوم کے مہتمم وصدر مدرس وشیخ الحدیث ہیں؟ اگر ہیں تو ثبوت دیا جائے ورنہ بتایا جائے یہ غریب اللہ سیّدنا خواجہ پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے ترجمان کیسے بن گئے؟

؎ تو کون میں خواہ مخواہ

اب آیئے !اُن الفاظ کا تجزیہ کریں جوالفاظ حضرت خواجہ پیرسیّدمہرعلی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے ذمہ لگائے گئے اس عبارت والفاظ پر بالغ نظری سے تحقیقی غور کریں۔ پہلا جملہ،

''اگر یہ پانچ بزرگ مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں''

ہمیں بتایا جائے حسام الحرمین پر تصدیق وتائید کرنے والے جلیل القدرا کابر علماء و فقہاء ومحدثین کرام قدست اسرارہم، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کیا کافر تھے؟ آپ کے حوالہ کی زد کہاں کہاں پڑتی ہے؟ الصوارم الہندیہ میں حسام الحرمین شریفین کی تائید وتصدیق کرنے والے جلیل القدر، عظیم المرتبت علماء اکابرین مفتیانِ شریعت، فقہاءِ امت کیا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ تمہارے حوالے کے اعتبار سے کافر تھے؟ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ ہمارے نزدیک تو تمہارا اپنے ہی گھر کی خودساختہ کتابوں کا حوالہ سراسر مبنی بر کذب وافتراء ہے، خوفِ خدا ہو تو حضرتِ اقدس پیر صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ کی اپنی مستند ومعتبر کتب سے حوالہ پیش کرو۔

جھوٹے کی پہچان مان نہ مان میں تیرا مہمان

باقی رہا تمہارا یہ الزام یہ افتراء کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرت اقدس پیر صاحب، گولڑوی قدس سرہٗ نے فرمایا ''اور جوان پانچ بزرگوں کی تکفیر کرے اُس کے پیچھے نماز جائز نہیں'' یہ بھی سراسر جھوٹ اور افتراء ہے کذب صریح وقبیح ہے یہ حوالہ بھی ان کی اپنی ہی کارستانی کا مظہر ہے۔ حضرت سیّدنا سیّد پیر مہرعلی شاہ صاحب کی کوئی کتاب ''شمشیر برفتنہ پنج پیر'' نہیں ہے۔ یہ سب جھوٹ کا تانابانہ ہے۔ ''لعنة الله علی الکاذبین''

شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اس بوگس دلیل کا انجام

اگر بالفرض ماہنامہ الخیر کے مضمون نگار اور مدیرِ اعلیٰ کی یہ بوگس دلیل تسلیم کرلی جائے تو اس کا انجام یہ ہوگا کہ ان کے مسلمہ ومعتمد اکابرین کی نمازیں نہیں ہوئیں اور یہ محض ہمارا الزام نہیں

خود الخیر کی اپنی کارستانی کا نتیجہ ہے۔ دیکھئے بغور ملاحظہ فرمایئے۔ ان کے اپنے مسلمہ اکابر علماء سنی بریلوی علماء وائمہ کی اقتداء میں نمازیں پڑھتے رہے ہیں جن کا واضح غیر مبہم ثبوت ان کے اکابر کی معتبر ومستند کتب میں مرقوم وموجود ہے۔

مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند

ہمارے (دیوبندی) بزرگ اس قسم کی گفتگو اور مباحثوں مناظروں کو پسند نہ فرماتے تھے..... ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب (نانوتوی) دہلی تشریف رکھتے تھے اور اُن کے ساتھ مولانا احمد حسن امروہوی اور امیر شاہ خان صاحب بھی تھے۔ شب کو جب سونے کے لئے لیٹے تو اُن دونوں نے اپنی چارپائی ذرا الگ بچھائی اور باتیں کرنے لگے۔ امیر شاہ خان صاحب نے مولوی صاحب سے کہا کہ صبح کی نماز ایک برج والی مسجد میں چل کر پڑھیں گے وہاں کے امام قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔

مولوی (احمد حسن) صاحب نے کہا ''ارے پٹھان جاہل (آپس میں بے تکلفی بہت تھی) ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے وہ تو ہمارے مولانا (محمد قاسم نانوتوی) کی تکفیر کرتا ہے۔ مولانا (محمد قاسم) نے سن لیا اور زور سے فرمایا ''احمد حسن میں تو سمجھا تھا تو لکھ پڑھ گیا ہے مگر جاہل ہی رہا پھر دوسروں کو جاہل کہتا ہے۔ ارے کیا قاسم کی تکفیر سے وہ قابلِ امامت نہیں رہا؟

میں (قاسم نانوتوی) تو اس سے اس کی دینداری کا معتقد ہوگیا ہوں۔ اُس نے میری کوئی ایسی بات سنی ہوگی جس کی وجہ سے میری تکفیر واجب تھی گو روایت غلط پہنچی ہو تو یہ راوی پر الزام ہے تو اس کا سبب دین ہی ہے۔ اب میں خود اس کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔ غرضیکہ صبح کی نماز مولانا (قاسم نانوتوی) نے اس کے پیچھے پڑھی۔ (الافاضات الیومیہ، ج۴، ص۲۹۲)

مولوی محمد احسن نانوتوی

مولانا محمد احسن نے (اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد) مولوی نقی

علی خاں (بریلوی) کو عیدگاہ سے پیغام بھجوایا کہ میں نماز پڑھنے کو آیا ہوں، پڑھانا نہیں چاہتا۔ آپ تشریف لایئے جسے چاہے امام کر لیجئے میں اس کا اقتداء کر لوں گا۔ (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۸۷)

اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے لکھا ہے: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دیوبندی اکابرین کے تاثرات ''کوثر نیازی'' کی زبانی ملاحظہ کیجئے:

میں نے صحیح بخاری کا درس مشہور دیوبندی عالم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی سے لیا ہے۔ کبھی کبھی اعلیٰ حضرت کا ذکر آجاتا تو مولانا کاندھلوی فرمایا کرتے: مولوی صاحب (اور یہ مولوی صاحب ان کا تکیہ کلام تھا) مولانا احمد رضا خاں کی بخشش تو انہیں فتوؤں کے سبب ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''تو احمد رضا خاں! تمہیں تمہارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا۔ تم نے سمجھا کہ انہوں نے توہینِ رسول کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا، جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی''

کم وبیش اسی انداز کا ایک اور واقعہ مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی سے میں نے سنا۔ فرمایا: جب حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کی وفات ہوئی تو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو کسی نے آکر اس کی اطلاع کی۔ مولانا نے بے اختیار دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ جب دعا کر چکے تو حاضرینِ مجلس میں سے کسی نے پوچھا وہ تو عمر بھر آپ کو کافر کہتے رہے اور آپ ان کے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں؟ فرمایا (اور یہی بات سمجھنے کی ہے) کہ مولانا احمد رضا خاں نے ہم پر کفر کے فتوے اس لئے لگائے ہیں کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے توہین رسول کی ہے اگر یہ وہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔ (روزنامہ جنگ، ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء)

مولوی اشرف علی تھانوی سے ایک شخص نے پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائے گی؟ فرمایا ہاں (ہو جائے گی) ہم ان کو کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ ہمیں کہتے ہیں۔ (قصص الاکابر، صفحہ ۹۹ مجلس پنجاہ و دوم، ص ۱۵۰)

مولوی اشرف علی تھانوی فرمایا کرتے تھے: اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقعہ ملتا تو میں پڑھ لیتا۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور، ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء)

مفتیانِ خیر المدارس ملتان

سوال و جواب ملاحظہ ہوں:

بخدمت حضرت مولانا مولوی خیر محمد صاحب مدرسہ خیر المدارس!

استفتاء: کیا فرماتے ہیں حضراتِ علماء دین مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کہ اگر نمازِ جنازہ کی امامت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا پیروکار بریلوی مولوی کروا رہا ہو تو ایسی صورت میں اس بریلوی مولوی کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ فقط المنتظر الجواب محمد بشیر میلسی۔

نوٹ ضروری: برائے مہربانی جواب اپنے قلم سے تحریر فرما دیں نوازش ہوگی۔ الجواب نمبر ۵۷/۲۷،

اگر کبھی ایسی صورت پیش آجائے تو (نماز) جنازہ میں شرکت کر لینا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفی عنہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۵/۶/۸۱

الجواب صحیح عبداللہ غفر اللہ

۵/۸/۸۴

مہتمم خیر المدارس ملتان

مفتی محمود صاحب شیخ الحدیث قاسم العلوم ملتان

زمانہ طالبِ علمی جب یاد کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ لائق صد احترام اساتذہ میں

سے کسی نے بھی دورانِ اسباق میں بریلوی مکتبِ فکر سے نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ قیامِ پاکستان کے زمانہ میں جب طلباء مدرسہ قاسم العلوم بعداز عصر قلعہ پر چلے جاتے تھے۔ نمازِ مغرب کا مسئلہ اُٹھ کھڑا ہوا کہ قلعہ کی جملہ مساجد کے آئمہ بدعتی ہیں، نماز باجماعت ترک کردی جائے۔ معاملہ استاذی مفتی محمود صاحب تک پہنچا۔ آپ نے فرمایا: باجماعت نماز ادکرواگرچہ بدعتی بھی ہو۔

طلباء نے حجت کی، بحث چل پڑی۔ مفتی صاحب نے اس حدیث اوراس کی سند پر بہترین بحث فرمائی ''صلوا خلف کل بروفاجر ''کسی نے کہا حضرت یہ فاجر نہیں مشرک ہیں۔ پس پھر کیا تھا جلال میں مفتی صاحب نے فرمایا: کیا دین تم اس لئے پڑھتے ہو کہ مخلوقِ خدا کو کفر وشرک کی تلوار سے ذبح کرتے پھرو؟ تم رب کی جنت کے ٹھیکیدار ہو؟ میرے اکابرین نے اس (بریلوی) فرقہ پر کوئی فتویٰ فسق کے علاوہ نہیں دیا۔ میرا بھی یہی فتویٰ ہے کہ فاسق کے پیچھے بالکراہت نماز جائز ہے۔ (سیف حقانی، ص ۷۸، ۷۹ از مولوی ابوالناصر محمد عمر قریشی دیوبندی)

یادرہے کہ مولوی احمد علی صاحب لاہوری کے رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور نے اس کتاب سیفِ حقانی پر اپنی ۷۵/۱۲/۲۷، اور ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۶ء کی اشاعت میں زور دار تبصرے کئے ہیں۔

علماءِ دیوبند محدثِ اعظم پاکستان کی نمازِ جنازہ میں

۳۰ دسمبر بانی جامعہ رضویہ مظہراسلام مولانا سردار احمد صاحب کو آج بعد نمازِ عشاء جامعہ رضویہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔ ڈھائی بجے دھوبی گھاٹ میدان میں مولانا عبدالقادر مہتمم اعلیٰ جامعہ رضویہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی (دولاکھ) پچاس ہزار سے زائد عقیدت مندوں اور دوسرے احباب نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ جن میں مولانا تاج محمود دیوبندی، مولانا محمد یعقوب دیوبندی اور مجلسِ تحفظ ختمِ نبوت کے کئی کارکن وعلامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا قاری محبوب رضا خان، مفتی ظفر علی، مفتی محمد عمر نعیمی، علامہ احمد سعید کاظمی، مولانا غلام فرید، مولانا غلام رسول

رضوی، علامہ سیّد ابوالبرکات، مولانا محمد خلیل احمد ابن علامہ ابوالحسنات قادری، صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہ، مولانا علامہ عبدالغفور ہزاروی، مولانا شاہ عارف اللہ قادری، مولانا محمد عمر اچھروی، خواجہ محمد قمر الدین سیالوی، مولانا ابوداؤد صادق، پیر میاں جمیل احمد شرقپوری .....وغیرہ وغیرہ۔ (روزنامہ سعادت لائل پور، روزنامہ لائل پور، روزنامہ ڈیلی بزنس، روزنامہ کوہستان لاہور، روزنامہ جنگ کراچی، روزنامہ امروز لاہور، ۳۱ دسمبر ۱۹۶۲ء)

نظامِ مصطفیٰ تحریک کے دوران مفتی محمود دیوبندی، مولوی غلام غوث ہزاروی دیوبندی نے متعدد بار شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری ایم این اے، مولانا شاہ احمد نورانی ایم این اے کی اقتداء میں نمازیں ادا کیں۔

بتایا جائے تکفیر کرنے والے اور حسام الحرمین کی تائید وتصدیق کرنے والے سنی بریلوی علماء کی اقتداء میں علماءِ دیوبند کی نمازیں ہوئی یا نہیں؟ حالانکہ حضرت اقدس پیر صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کا ایسا کوئی فتویٰ ہے ہی نہیں اور تم خواہ مخواہ صریحاً ان کے ذمہ غلط باتیں لگا رہے ہو اور حوالے بھی اپنے گھر کی کتابوں کے دیتے ہو۔ جریدہ الخیر تو اپنے خیال خام میں بر بنائے بغض وعناد وجہالت یہ کہتا ہے کہ جو ان پانچوں کو کافر کہے وہ پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب کے نزدخود کافر ہے لیکن سرکردہ اکابر دیوبند توہین وتنقیص کرنے والوں پر حسام الحرمین شریفین میں حکمِ شرعی واضح کرنے والوں کو مسلمان اہل ایمان جانتے مانتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: مدرسہ دیوبند کے محدث وشیخ الحدیث مولوی محمد انور کاشمیری فرماتے ہیں: میں بطور وکیل تمام جماعتِ دیوبند کی جانب سے گزارش کرتا ہوں کہ حضرات (علماء) دیوبند، بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کرتے۔ (کتاب حیات انور، ص ۳۳۳، وبیان مولوی بہاؤالحق قاسمی، وقت کی پکار، روزنامہ نوائے وقت لاہور، قسط نمبر ۲، ۸ جنوری ۱۹۷۶ء)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیگر متعدد اکابر دیوبند کی تصدیق وتائید سے چھپنے والی کتاب المہند میں لکھتے ہیں: ہم تو ان بدعتیوں (بریلویوں) کو بھی جو اہلِ قبلہ ہیں جب تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں کافر نہیں کہتے۔ (المہند عقائد اکابر علمائے دیوبند، ص ۱۰)

واضح رہے اس کتاب پر دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب، مولوی اشرف علی صاحب تھانوی، مولوی محمد احمد سابق مہتمم مدرسہ دیوبند، مولوی عاشق الٰہی میرٹھی مصنف تذکرۃ الرشید، مفتی کفایت اللہ دہلوی جیسے اکابر دیوبند کی تصدیقات ہیں۔

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے فرمایا: میرے دل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشقِ رسول کی بنا پر کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور، ۲۳ اپریل ۱۹۶۲ء)

حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقعہ ملتا تو (نماز) پڑھ لیتا۔ (چٹان لاہور، ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء)

جریدہ ماہنامہ الخیر کے مضمون نگار نے اپنی لاعلمی یا کمزور محدود مطالعہ کے باعث معاذ اللہ سیّدنا پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کا نامناسب سہارا لے کر اہلِ توہین کی تکفیر کرنے والوں کو بے دغدغہ کافر کہہ دیا لیکن اس مجہول مطلق کو اپنے اکابر کی خبر نہیں۔

مشہور غیر متوازن، دیوبندی مصنف مولوی خالد محمود مانچسٹروی پی ایچ ڈی لکھتا ہے اور اقرار واعتراف کرتا ہے: مولوی احمد رضا خاں صاحب نے جب علماءِ دیوبند کو کافر کہا تو علماء دیوبند نے خان صاحب کو جواباً کافر نہ کہا جب اُن سے کہا گیا آپ انہیں (امام احمد رضا خاں) کو کافر کیوں نہیں کہتے؟ تو انہوں نے کہا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے الزامات میں ہم پر جھوٹ اور بہتان باندھا ہے جھوٹ اور بہتان باندھنا گناہ اور فسق تو ہے لیکن کفر ہرگز نہیں لہٰذا ہم اس کو کافر نہیں کہتے۔ (مطالعہ بریلویت، جلد اول، ص ۲۷۷، ۲۷۸)

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری کی چاند ماری ملاحظہ ہو: لکھتے ہیں "اگر (مولانا احمد رضا) خان صاحب بریلوی کے نزدیک بعض علماءِ دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خان صاحب پر ان علماءِ دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ ملخصاً (اشد العذاب، ص ۱۳ ۱۱ از قلم مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی، چاندپوری ناظم تعلیماتِ مدرسہ دیوبند)

نکل جاتی ہے سچی بات منہ سے مستی میں

قصہ قتیل بالاکوٹی کا

مضمون نگار اپنے محدود مطالعہ بلکہ بے خبری ولاعلمی کا ثبوت دیتے ہوئے علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ اور دہلوی کے درمیان اعتقادی مذہبی اختلاف کو محض سطحی تحقیقی فروعی اختلاف سمجھتے ہوئے اپنی بات کو حضرت سیّدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ لگاتا ہوا لکھتا ہے کہ پیر صاحب نے فرمایا کہ دونوں کو یعنی علامہ خیرآبادی اور قتیل بالاکوٹی کو ماجر ومثاب جانتا ہوں رسالہ عجالہ کا حوالہ بھی اپنے خانہ ساز رسالہ ضربِ شمشیر سے دیتا ہے جو قطعاً قابلِ اعتبار وحجت نہیں ہے۔ ہمیں یہ بتایا جائے اور عوام وخواص کو دکھایا جائے کہ دہلوی بالاکوٹی کی تقویۃ الایمان اور صراطِ مستقیم کی عبارات حضرت پیر صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش کی گئیں اور حضرت ممدوح نے ان عبارات کو عین ایمان وعین اسلام کتاب وسنت کے مطابق قرار دیا ہو۔ علاوہ بریں یاد رہے کہ "حضرت (پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ) نے امکانِ کذب باری تعالیٰ کو محال، علمِ غیب عطائی اور سماع موتیٰ کو برحق اور ندائے یارسول اللہ، زیارتِ قبور، توسل واستمداد انبیاء واولیاء اور ایصال وثواب کو جائز قرار دیا اور معبودانِ باطلہ اور اصنام کے متعلق نازل شدہ آیات کو انبیاء واولیاء کرام پر منطبق کرنے کو تحریف وتخریب سے تعبیر فرما کر مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے استدلال کی تردید فرمائی۔ (مہر منیر سوانح حیات پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب، ص ۱۴۲)

اور دیکھئے اسی مہر منیر سوانح حیات سرکار گولڑوی میں صفحہ ۲۵۹ پر تحریکِ وہابیت کا رد صفحہ ۲۶۳ پر رشید گنگوہی کا رد، صفحہ ۴۳۷، ۴۵۴ پر فرقہ ضالہ نجدیہ وہابیہ کا رد، صفحہ ۴۳۷ پر مولوی حسین علی واں بچھروی (جسے مولوی رشید گنگوہی سے خلافت تھی اور حدیث بھی گنگوہی صاحب سے پڑھی تھی) سے علمِ غیب، سماع موتیٰ، استعانت وغیرہم مسائل پر مناظرہ کر کے اُس کو ساکت و

لا جواب کیا اور ایسا مبہوت ہوا کہ مہر منیر میں لکھا ہے: مولوی صاحب ایسے خاموش ہوئے جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ (مہر منیر،ص۴۳۹)

صفحہ۳۲۷ پر دہلوی بالاکوٹی کا رد، صفحہ۴۵۴ پر مسئلہ بشر و حاضر ناظر کا بیان، صفحہ۵۳ پر ''ما اھل بہ لغیر اللہ''، صفحہ۴۴۱ پر یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پکارنا، صفحہ۲۷۲ دیوبندی علماء کانگریس میں، صفحہ۴۰۶ پر حسام الحرمین پر تصدیق فرمانے والے عظیم المرتبت بزرگ حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر شریف، صفحہ۲۰۷ پر سیّدنا اعلیٰ حضرت، فاضل بریلوی کو سیّدنا غوثِ اعظم سرکارِ بغداد کا نائب ماننے والے بزرگ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر شریف، صفحہ۴۱۴ پر اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کے دست راست معین و معاون خاص حسام الحرمین پر تصدیق فرمانے والے بزرگ حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی پیلی بھیت کا مذکورہ القابات کے ساتھ ذکر۔

صفحہ۴۴۱ پر یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پر اعتراض کا جواب۔

صفحہ۵۳۸ پر نذر اولیاء کا بیان، صفحہ۴۵۷ ایصالِ ثواب فاتحہ خوانی کا بیان۔

اسی کتاب میں بیس سے زائد مقامات پر دیوبندی وہابی مذکورہ پانچوں مولویوں کو مولوی، مولوی، مولوی کہہ کر ذکر فرمانا جبکہ اعلیٰ حضرت کو حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کے القاب و آداب سے ذکر کرنا کیا اس بات کی دلیل ہے کہ قبلہ عالم حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ پانچ مولویوں کی تکفیر کرنے والوں کو کافر سمجھتے تھے اور حسام الحرمین کی تصدیق کرنے والے جلیل القدر عظیم المرتبت عشاقِ رسول، علماء و ائمہ کی اقتداء میں نماز نہ ہونے کا فتویٰ دیتے تھے؟

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

اور واضح کر دوں کہ حضرت سیّدنا سرکار گولڑہ شریف کے مرید شہرۂ آفاق مناظرِ اعظم

اور جلیل القدر شیخ القرآن مفسرِ اعظم پاکستان علامہ ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی کے خلفِ اکبر و خلیفہ اعظم اور جانشین، حجۃ الاسلام شیخ الانام علامہ مفتی محمد حامد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ کے تلمیذ ارشد و خلیفہ اعظم تھے جنہوں نے اعلیٰ حضرت کے دار العلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں حجۃ الاسلام مولانا علامہ محمد حامد رضا خان صاحب سے دورۂ حدیث شریف پڑھا اور سیّدنا سرکار گولڑوی قدس سرہٗ سے شرفِ بیعت حاصل کیا اور یہ بھی یاد رہے کہ اہلسنّت کے مرکزی دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور کے طلباء درجہ حدیث شریف کا امتحان لینے کے لئے استاذ العلماء علامہ محبّ النبی صاحب تشریف لایا کرتے تھے اور آستانہ عالیہ گولڑہ شریف سے ہی وابستہ استاذ الاساتذہ علامہ عطاء محمد بندیالوی چشتی گولڑوی علیہ الرحمۃ سیّدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اور محدثِ اعظم حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے مدح خواں تھے اور حضرت پیر صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کے پیر خانہ آستانہ عالیہ سیال شریف کے سجادہ نشین شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہٗ نے سلانوالی میں دیوبندی مولویوں منظور سنبھلی و احمد علی لاہوری سے شیر بیشہ اہلسنّت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب اور محدثِ اعظم علامہ سردار احمد قدس سرہٗ کا مناظرہ کرایا تھا جس میں مخالفینِ اہلسنّت کو مثالی شکست فاش ہوئی تھی تو حضرت سیّدنا خواجہ پیر صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کے پیر خانہ آستانہ عالیہ سیال شریف کے مشائخ طریقت بھی بفضلہٖ تعالیٰ سنی بریلوی افکار کے حامل و عامل تھے اور حضرت شیخ الاسلام سیالوی اور آستانہ عالیہ سیال شریف کے اکثر مریدین علماء جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے فاضل سند یافتہ اور حضرت قبلہ محدثِ اعظم پاکستان کے نامور تلامذہ ہیں۔

حضرت خواجہ صاحب سیالوی نے تحذیر الناس پر حکمِ شرعی لگایا تھا۔ تحذیر الناس اور نانوتوی پر مزید تحقیقی گفتگو بعد میں ہوگی پہلے تقویۃ الایمان اور مولوی اسماعیل دہلوی بالاکوٹی کا حساب بے باک کرتے چلیں۔

تقویۃ الایمان میں بے ادبی گستاخی

تھانوی حکیم الامت کا اقرار واعتراف

تھانوی صاحب سے سوال ہوا، سوال وجواب ملاحظہ ہوں:

سوال: وہابی کی کتاب تقویۃ الایمان اس میں لکھا ہے ”کل مومن اخوۃ“ یعنی آپس میں سب مومن مسلمان بھائی ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ خدا کے آگے پیغمبر ایسے ہوتے ہیں جیسے چمار چوہڑے تو آپ اس میں کیا فرماتے ہیں کہ بھائی کہنا درست ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہتے ہیں اور سب جماعت کہتی ہے کہ کہنا درست نہیں ہے لہٰذا برائے مہربانی اس خط کا جواب بہت جلد لکھئے۔

تھانوی صاحب کا جواب ملاحظہ ہو۔

الجواب: تقویۃ الایمان میں بعض الفاظ جو سخت واقع ہوگئے ہیں اُس زمانہ کی جہالت کا علاج تھا لیکن اب جو بعضوں کی عادت ہے کہ ان الفاظ کو بلاضرورت بھی استعمال کرتے ہیں یہ بیشک بے ادبی گستاخی ہے۔ (امداد الفتاویٰ، جلد چہارم، ص ۱۱۵، مطبوعہ دیوبند یوپی)

کچھ بھی ہو ہیرا پھیری چکر بازی ہی سے سہی بہرحال مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے یہ تسلیم کرلیا کہ نام نہاد تقویۃ الایمان میں سخت الفاظ ہیں جو بیشک بے ادبی گستاخی ہیں۔ تھانوی صاحب کے اس جواب کی اگر ہم تکہ بوٹی کریں تو ایک کتاب بن جائے گی۔ صرف اتنا غور کیا جائے کہ تقویۃ الایمان میں جو سخت الفاظ واقع ہوگئے ہیں کیا وہ خود بخود مولوی اسماعیل دہلوی کے عزم وارادہ کے بغیر اپنی مرضی سے واقع ہوگئے ہیں۔ اس میں مولوی اسماعیل دہلوی کی نیت اور عقیدہ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ زیادہ مناسب ہوتا کہ یوں کہہ دیا جاتا کہ ساری کتاب تقویۃ الایمان خود بخود واقع ہوگئی اس میں دہلوی بالاکوٹی کے عزم وارادہ، عقیدہ ونیت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ تھانوی صاحب کا یہ فلسفہ بھی کیا خوب ہے۔

آگے چلئے لکھتے ہیں کہ یہ بے ادبی گستاخی پر مبنی الفاظ اُس زمانہ کی جہالت کا علاج تھا۔ بہت خوب کیا جہالت کا علاج کرنے کے لئے انبیاء واولیاء ومحبوبانِ خدا کی بے ادبی گستاخی لازمی اور ضروری ہے؟

کچھ بھی ہو بہرحال بہرکیف بے ادبی گستاخی تو مان ہی لیا۔

مولوی اسماعیل دہلوی کا اقرار واعتراف

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے اور تو اور مولوی اسماعیل دہلوی کو بھی اقرار واعتراف کرنا پڑا اور اس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ خود لکھتے ہیں ”اُن (اپنے ہم مسلک علماء) کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہوگیا ہے مثلاً اُن امور کو جو شرکِ خفی تھے شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔ اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا..... میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے کہ گو اس سے شورش ہوگی اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جاوے ورنہ اسے چاک دیا جاوے اس پر ایک شخص (ہم عقیدہ ہم فکر مولوی) نے کہا اشاعت تو ضرور ہونی چاہیے مگر فلاں فلاں مقام پر ترمیم ہونی چاہیے.... (ارواحِ ثلثہ، امیر الروایات روایات الطیف اشرف التنبیہ، ص ۸۰۔۸۱ ملخصاً، مطبوعہ میرٹھ، ناشر مکتبہ اعزازیہ دیوبند یوپی)

واضح رہے کہ فقیر راقم الحروف کے پاس مختلف اداروں اور مکتبوں کی چھپی ہوئی تقویۃ الایمان کے آٹھ ایڈیشن ہیں۔ ہر ایڈیشن میں الفاظ عبارت بدل دی گئیں اگر ان عبارات میں بے ادبی گستاخی اور توہین وتنقیص نہیں تھی تو عبارات میں ترمیم تحریف اور کتر بیونت کیوں کی گئی؟

صرف ایک عبارت کا تماشہ دیکھئے:

ملاحظہ ہو: تقویۃ الایمان، ص ۵۷، مطبوعہ کراچی میں ہے ”میں بھی ایک دن مر کر مٹی

میں ملنے والا ہوں'' (مطبوعہ کراچی، ص ۵۷)

ملاحظہ ہو: ''یعنی ایک نہ ایک دن میں بھی فوت ہوکر آغوش لحد میں جاؤں گا''

(مطابع جدہ، ص ۱۶۴)

تقویۃ الایمان میں صاف صاف لکھا ہے یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی۔

اولیاء، انبیاء، امام اور امام زادے، پیر، شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز ہمارے بھائی۔ (تقویۃ الایمان، ص ۵۶)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا دھاکہ خیز فتویٰ

لکھتا ہے ''ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اُس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے''

المہند مولوی خلیل انبیٹھوی معہ تصدیقات اکابر دیوبند۔ چلو چھٹی ہوئی گھر کا فتویٰ گھر میں کام آ گیا۔ دائرہ ایمان سے خارج کون ہوا؟

جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

حماقت کا جنازہ

''بڑے بھائی'' کے الفاظ تقویۃ الایمان میں کوئی بھی دیکھ سکتا ہے لیکن خالد محمود مانچسڑوی کہتا ہے ''حضرت مولانا اسماعیل شہید کا یہ عقیدہ ہرگز ہرگز نہ تھا''

(مطالعہ بریلویت، جلد اول، ص ۲۹۵)

اور پھر اگلے صفحہ پر خود ہی لکھتا ہے ''یہ الفاظ حدیث کے تھے جنہیں بیان کرنے پر بریلویوں نے افتراء باندھ رکھا ہے''

یہ عقیدہ مولوی اسماعیل کا ہرگز ہرگز نہیں۔ یہ الفاظ حدیث کے ہیں۔ گویا مولوی اسماعیل کا عقیدہ بھی نہیں۔ یہ الفاظ حدیث کے بھی ہیں۔ یہ بریلویوں کا افتراء بھی ہے گویا مولوی اسماعیل کا عقیدہ حدیث شریف کے خلاف تھا اس گورکھ دھندے کو کون سمجھ سکتا ہے۔

کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے

(ماخوذ فکر سوادِ اعظم، فیصل آباد)

الغرض ماہنامہ الخیر ملتان کے معاندانہ مضامین سراپا کذب و بہتانات کا مجموعہ ہیں۔ اگر مہتمم و مدرسین خیر المدارس میں ہمت ہے تو بحوالہ کُتُبِ معتبرہ ہمارے جوابی مضامین کا مدلل ومہذب سنجیدہ متین جواب دیں اور اگر جواب نہیں بن پڑتا تو خوفِ خدا اور شرمِ نبی (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) اور عذابِ آخرت کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے الزام تراشیوں، بہتان طرازیوں سے توبہ کریں۔

مراد ما نصیحت بود گفتیم — حوالت باخدا کردیم و رفتیم

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه سیّدنا و مولانا محمد و آله و صحبه اجمعین

الفقیر القادری محمد حسن علی الرضوی غفرلہ

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان